شرعی پردے کی حقیقت

ایک تفصیلی و تحقیقی جائزہ

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب

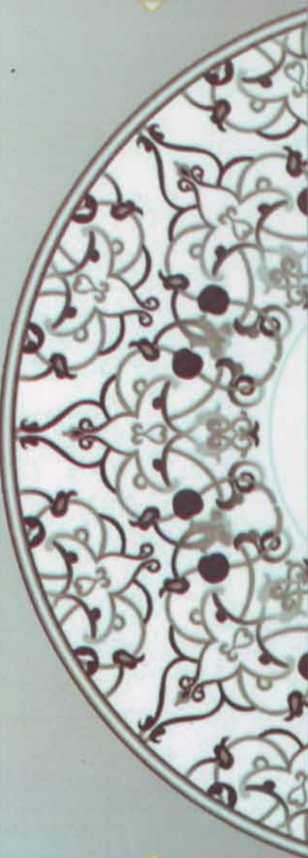
استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

تصحیح وتحقیق

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمن صاحب

فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
رئیس دار الافتاء دار العلوم الصفہ سعید آباد، کراچی







مکتبۃ البخاری

گلستان کالونی لیاری ٹاؤن کراچی
Ph: 2520385, 2529008 Mob: 0300-2140865

رائے گرامی

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی

مدیر جامعۃ الحرمین الاسلامیۃ اتحاد ٹاؤن کراچی

پردہ کا موضوع انتہائی اہم موضوع ہے اور اس سلسلہ میں کوتاہیاں بھی بہت زیادہ کی جاتی ہیں۔ عوام الناس تو درکنار دیندار اور اہل علم گھرانوں میں بھی اس معاملہ میں شدید تساہل اور غفلت برتی جاتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احساس موضوع اجاگر کر کے مسلمانوں کو شرعی پردہ اور اس کے احکام کے بارے میں باخبر کر دیا جائے محترم جناب مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے اور بہت سی مفید باتیں اس کتابچہ میں نقل فرمائی ہیں۔ امید ہے کہ اس سے قارئین کو دینی فائدہ پہنچے گا اور اس اہم مسئلہ پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو نافع اور مقبول بنائے اور مؤلف محترم کے لیے دارین کا ذخیرہ بنائے۔ (آمین)

مکتبۃ البخاری

گلستان کالونی لیاری ٹاؤن کراچی
Ph: 2520385, 2529008 Mob: 0300-2140865

پردے کے موضوع پر لکھی جانے والی تقریباً تمام کتابوں کا نچوڑ اور خلاصہ، اس میں دل کا درد بھی ہے اور اصلاح کا سامان بھی، کتاب وسنت کا نچوڑ بھی ہے اور تجربات ومشاہدات کا حاصل بھی

شرعی پردے کی حقیقت

ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن

جس میں پردے کے متعلق تقریباً تمام ہی اہم پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے مثلاً ☆ دین اسلام میں پردے کی اہمیت ☆ پردے کے فائدے اور نہ کرنے کے نقصانات ☆ کن سے پردہ ہے اور کن سے نہیں ☆ پردے کا طریقہ اور اس میں پائی جانے والی کوتاہیاں ☆ فیشنی برقعہ کا حکم، چادر یا برقعہ کیسا ہو؟ ☆ مشترکہ فیملی سسٹم (اکٹھے رہنے) میں پردے کا طریقہ ☆ مخلوط تعلیم کا زہر ☆ عورتوں کا قبرستان جانا ☆ لڑکی اور لڑکے پر احکام پردہ لازم ہونے کی عمر ☆ ولادت کے موقع پر بے احتیاطیاں ☆ عورتوں کے علاج معالجے کا حکم ☆ عورتوں کا عاملوں کے پاس جانا ☆ جلد نکاح کرنے کی ترغیب ☆ مردوں کو زنانہ مشابہت اور عورتوں کو مردانہ مشابہت اختیار کرنا منع ہے ☆ گھر میں شرعی پردہ کروانے کے طریقے ☆ سفر حج میں پردے کا اہتمام ☆ عورتوں کا خوشبو لگا کر نکلنا ☆ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ☆ محرم مردوں کے سامنے جسم کا کتنا حصہ ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب

استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

تصحیح وتحقیق

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

رئیس دارالافتاء دارالعلوم الصفہ سعید آباد، کراچی

مکتبۃ البخاری

گلستان کالونی لیاری ٹاؤن کراچی

Ph: 2520365, 2529008 Mob: 0300-2140665

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سب سے پہلے تو ہم محرم اور نامحرم کا فرق سمجھا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ آگے آنے والے مضامین (جن میں محرم اور نامحرم کا تذکرہ بار بار آئے گا) سمجھنے میں آسانی ہو۔

پردے کا اصول:

جو رشتہ دار عورت کیلئے محرم ہیں ان سے پردہ نہیں اور جو نامحرم ہیں ان سے پردہ فرض ہے۔ اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ جس عورت کا نکاح شرعاً کبھی بھی نہ ہوسکتا ہو، یعنی جو عورت جس شخص پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو، اس عورت کیلئے وہ شخص محرم ہے، اور اس سے پردہ نہیں ہے اور جس شخص سے کبھی بھی نکاح ہوسکتا ہو، وہ نامحرم ہے اور اس سے پردہ فرض ہے۔ اب رشتہ داروں میں کون سے محرم ہیں جن سے پردہ نہیں اور کون نامحرم ہیں، جن سے پردہ ہے اس کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

جن لوگوں سے پردہ ہے:

جو لوگ عورت کیلئے نامحرم ہیں اور جن سے پردہ فرض ہے وہ یہ ہیں:۔

خالہ زاد، ماموں زاد ، چچازاد ، پھوپھی زاد (یعنی پھوپھی کے بیٹے)، دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، خالو، پھوپھا، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو، شوہر کا بھتیجا، شوہر کا بھانجا، اس طرح ہر وہ شخص جس سے کسی بھی وقت نکاح کرنا جائز ہو ان سب سے عورت کیلئے مکمل پردہ کرنا ضروری ہے۔

جن لوگوں سے پردہ نہیں ہے:

جو لوگ عورت کیلئے محرم ہیں اور جن سے پردہ نہیں ہے وہ یہ ہیں: شوھر، (لیکن اگر شوہر نے طلاق دے دی تو پھر بیوی کے لئے شوہر نامحرم ہو جائے گا اور شوہر سے پردہ کرنا فرض ہو جائے

گا) باپ، دادا، نانا، چچا، ماموں، سسر، بیٹا، پوتا، نواسہ، شوہر کا بیٹا (جو شوہر کی کسی دوسری بیوی کا ہو)، داماد، بھائی، ماں شریک بھائی، (یعنی جن بھائیوں کی ماں ایک ہی ہو مگر باپ الگ الگ ہوں) باپ شریک بھائی، (جن بھائیوں کا باپ ایک ہی ہو مگر ماں الگ الگ ہو، یعنی باپ نے دو شادیاں کی ہوں)، بھتیجا، بھانجا، اس طرح ہر وہ شخص جس سے کسی بھی وقت نکاح کرنا حرام (ناجائز) ہو، نیز ایسے مدہوش جن کو عورتوں کے بارے میں کچھ علم نہ ہو یا ایسے چھوٹے بچے (دس سال سے کم) جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہیں پہنچے اور عورتوں کے مخصوص حالات وصفات اور حرکات وسکنات سے بالکل بے خبر ہوں ان سے پردہ نہیں ہے۔

''البتہ جو لڑکا ان امور سے دلچسپی لیتا ہو وہ مراھق یعنی قریب البلوغ ہے اس سے پردہ واجب ہے'' (ابن کثیر) (۴۰۵/۶ ج) بحوالہ معارف القرآن)

اللہ تعالی نے سورۃ النساء کی آیت ۲۳ میں ان عورتوں کی تفصیل بتائی ہے جن سے نکاح حرام ہے یعنی جو محرم ہیں۔ ا...... ماں، (دادی، اور نانی بھی اس میں داخل ہے)۔ ۲ بیٹی، (پوتی، اور نواسی بھی اس میں داخل ہے)۔ ۳ بہن۔ ۴ پھوپھی۔ ۵ خالہ۔ ۶ بھتیجی۔ ۷ بھانجی۔ ۸ رضاعی ماں (یعنی جس عورت کا دودھ پیا ہو)۔ ۹ رضاعی بہن (یعنی رضاعی ماں کی بیٹی) اس میں دوسرے رضاعی رشتے بھی داخل ہیں مثلاً رضاعی بھتیجی، بھانجی، پھوپھی، خالہ وغیرہ۔ (۱۰) ساس۔ ۱۱ بیوی کی بیٹی (یعنی جو بیوی کے کسی دوسرے شوہر سے ہوئی ہو) بشرطیکہ بیوی سے صحبت کی ہو اگر کسی عورت سے نکاح کیا مگر اس سے صحبت نہیں کی صحبت سے پہلے وہ مرگئی یا اس کو طلاق دے دی تو اسکی بیٹی حرام نہیں (یعنی اسکی بیٹی سے نکاح جائز ہے)۔ ۱۲ بہو۔ ۱۳ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا، یعنی سالی اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن نکاح میں ہو۔ بیوی کی موت کے بعد اس کی بہن حلال ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سالی ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ایک اور قسم بھی ہمیشہ کیلئے حرام ہے جس کا بیان اس آیت سے پہلے آیت ۲۲ میں ہے یعنی باپ کی بیوی (سوتیلی ماں)، کل تیرہ ہوگئیں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔

اسلام اور عقل دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پردہ صرف ایسی عورت سے نہیں جو ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور کسی صورت میں بھی اس سے نکاح نہ ہوسکتا ہو اور ہر وہ عورت جس سے کسی وقت بھی نکاح کا امکان (امید) ہو مثلاً سالی، چچی، تائی، ممانی، بھابھی، وغیرہ اس سے پردہ فرض ہے اور وہ غیر محرم ہے۔ اس لئے سمجھ لیں کہ قرآن کریم میں جو تیرہ ۱۳ قسم کی عورتوں کو ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیا گیا ہے اسکے سوا ہر عورت سے نکاح صحیح ہے۔

چنانچہ محرمات کی تفصیل بیان فرمانے کہ بعد ارشادی باری تعالی ہے واحل لکم ماوراء ذلکم (سورۃ النساء آیت ۲۴) ان محرمات کے علاوہ باقی سب عورتیں حلال ہیں (یعنی غیر محرم ہیں) اس لئے ان پر پردہ فرض ہے۔

محرم مردوں کے سامنے جسم کا کتنا حصہ کھولا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالا ان افراد میں سے شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے پورے جسم کو شہوت اور بغیر شہوت دونوں طرح دیکھ سکتے ہیں اور چھو بھی سکتے ہیں۔ شوہر کے علاوہ دیگر محارم کے سامنے مثلاً باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا، وغیرہ جتنے بھی محارم ہیں سب کے سامنے سر، بال، گردن، بازو، اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ بوقت ضرورت کھولا جاسکتا ہے مثلاً فرش دھوتے وقت پائنچے اوپر چڑھا لینا یا آٹا گوندھتے وقت آستین (کف) اوپر کر لینا وغیرہ۔ اگر کوئی محرم ایسا بے حیا ہو کہ اس کو عزت اور ناموس کی پرواہ نہ ہو۔ وہ نامحرم کے حکم میں ہے اور اس سے پردہ کرنا ہی چاہیئے۔

اور جن اعضاء کو محرم کے سامنے کھولنا جائز ہے اسی حد تک دیگر عورتوں کے سامنے کھولنا بھی جائز ہے، یعنی عورت کیلئے عورت کے سامنے گھٹنے سے نیچے کا حصہ اور سینے سے اوپر کا حصہ، سر، چہرہ بازو، اور ہاتھ وغیرہ کھولنا جائز ہے (یعنی اگر ظاہر ہو جائیں تو جائز ہے) مگر عورت کے سامنے بھی پیٹ، پیٹھ، کا کھولنا جائز نہیں۔ ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کے حصے کو کسی بھی مرد کو کسی مرد کے سامنے کھولنا (ظاہر کرنا) جائز نہیں اسی طرح کسی بھی مرد کو کسی مرد کے ناف سے لیکر گھٹنوں کے ختم تک کے حصے کو دیکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: ''جتنی جگہ میں نظر کا پردہ ہے اتنی جگہ کو چھونا بھی درست نہیں، ہے چاہے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ ہو''

جو عورت بڑی بوڑھی ایسی ہو جائے کہ نہ اسکی طرف کسی کو رغبت ہو اور نہ وہ نکاح کے قابل ہو تو اس کیلئے پردہ کے احکام میں یہ سہولت دی گئی کہ غیر محرم بھی اس کے حق میں مثل محارم (محرم کے حکم میں) ہو جاتے ہیں مگر ایسی بڑی بوڑھی عورت کے لئے بھی ایک قید تو یہ ہے کہ جو اعضاء محرم کے سامنے کھولے جائیں، یہ عورت غیر محرم کے سامنے بھی کھول سکتی ہے۔ بشرطیکہ بن سنور کر زینت کر کے نہ بیٹھے البتہ اگر وہ غیر محرموں کے سامنے آنے سے بالکل ہی بچیں تو یہ ان کیلئے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسی بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ برقع اور چادر اتار دیا کریں، صرف دوپٹے اور کرتے یا جامے میں رہیں۔

پردہ کرنے کے فائدے اور نہ کرنے کے نقصانات:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو شخص دل کی چاہت کے باوجود اپنی نظر پھیر لے (جس کو دیکھنا جائز نہیں اسے نہ دیکھے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسکو ایسا پختہ ایمان دیں گے جس کی لذت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا (ابن کثیر)

صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا اگر بلا ارادہ (بغیر ارادے کے) اچانک کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نظر اس طرف سے پھیر لو (ابن کثیر)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ پہلی نظر تو معاف ہے۔ دوسری گناہ ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ پہلی نظر جو بغیر ارادہ کے اچانک پڑ جائے وہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے معاف ہے۔ ورنہ بالقصد (ارادہ سے) پہلی نظر بھی معاف نہیں۔ نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے کہ اے ابن آدم! پہلی بار دیکھنا (غیر ارادی) تیرے لئے معاف ہے لیکن دوبارہ دیکھنے سے بچنا ورنہ وہ تیرے لئے ہلاکت کا موجب بنے گا

(جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات از ارسلان بن اختر میمن)

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بدنظری کی بیماری اور نظر کو غلط استعمال کرنے کی بیماری، نامحرموں پر لذت (نفسانی خواہش) کی نظر سے دیکھنے کی بیماری کی شدت اور خطرناکی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ شر ایسا ہے کہ اپنے اثر سے تمام طاعات (عبادات) کے انوار کو تاریک کر دیتا ہے" (انفاس عیسی ص ۱۴۳)

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جس دن کوئی شخص بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہوگا اس دن اس کی طاعات (عبادات، نیکیوں وغیرہ) میں نور نہیں ہوگا اور اس طاعت کے دنیوی فائدے اس کو حاصل نہیں ہونگے۔ (بدنظری اور اس کا علاج)

نبی اکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ "جو بدنظری کرے اس پر بھی اللہ تعالی کی لعنت ہو اور جو بدنظری کیلئے اپنے کو پیش کرے اپنے حسن کو دوسروں کو دکھائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو

(مشکوۃ ص ۲۷۰)

(اولیاء کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیا ﷺ کی بددعا سے ڈریں) اگر بدنظری معمولی جرم ہوتا تو سرور عالم ﷺ رحمۃ للعالمین ہوکر ایسی بددعا نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا بددعا دینا دلیل ہے کہ یہ فعل انتہائی مبغوض ہے اور لعنت کا معنی ہے اللہ تعالی کی رحمت سے دوری۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لعنت کے معنی لکھے ہیں "البعد عن الرحمۃ" پس جو شخص اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہو گیا وہ نفس امارہ کے کے شر سے نہیں بچ سکتا کیونکہ نفس کے شر سے وہی بچ سکتا ہے جو اللہ تعالی کی رحمت کے سایہ میں ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "بدنظری آنکھ کا زنا ہے" (رواہ البخاری و مسلم)

نبی اکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے: "بروز قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر (سوائے اس کے) جو بدنظری سے بچی ہو اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں جاگی اور جس سے اللہ تعالی کے خوف سے

مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا'' (رواہ الاصبہانی بحوالہ الترغیب والترھیب)۔

ایک شخص چلتے چلتے کسی عورت کو دیکھ رہا تھا، سامنے دیوار سے ٹکر لگی، ناک ٹوٹ گئی، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک خون نہیں دھوؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کو اپنا یہ قصہ نہیں بتالیتا، چناچہ اس نے حاضر خدمت ہو کر اپنا قصہ بتایا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔ (درمنثور، روح المعانی)

جس طرح مردوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے پرہیز کریں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ نامحرم مردوں کو دیکھنے سے پرہیز کریں

(ماخذہ، حدیث عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا رواہ ترمذی، ابوداؤد)

اس بارے میں اہم وضاحت یہ ہے کہ جب عورت کو یقین ہو کہ اگر میں اجنبی شخص کو دیکھوں تو شہوت (نفسانی خواہش) نہیں آئے گی، تو اس صورت میں دیکھنا جائز ہے، لیکن اگر شہوت آنے کا یقین ہو، یا خطرہ ہو یا شک بھی ہو، تو ان صورتوں میں دیکھنا جائز نہیں (معارف القرآن ج ٦ ص ٤٠٠)

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم کے شیخ اول حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہرے بھرے درخت کے پاس آگ جلا دو تو اس کے تر و تازہ پتے مرجھا جاتے ہیں۔ اور دوبارہ بہت مشکل سے ہرے بھرے ہوتے ہیں سال بھر کھاد، پانی دو تب کہیں جا کر دوبارہ زندگی آتی ہے اسی طرح ذکر و عبادت اور صحبت اہل اللہ سے دل میں جو انوار پیدا ہوئے۔ اگر ایک بدنظری کر لی تو باطن کا ستیاناس ہو جاتا ہے دل میں ایمانی حلاوت اور ذکر اللہ کے انوار بحال ہونے میں بہت وقت لگتا ہے۔ بدنگاہی کی ظلمت بہت مشکل سے دور ہوتی ہے بہت توبہ و استغفار گریہ وزاری اور بار بار حفاظت نظر کے اہتمام کے بعد کہیں دوبارہ دل کو حیات ایمانی ملتی ہے (بدنظری و عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج از مولانا حکیم اختر صاحب)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بہت سے اسلاف امت کسی امرد لڑکے (جسکی داڑھی ابھی نہ آئی ہو) کی طرف دیکھتے رہنے سے بھی بڑی سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے

اور بہت سے علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے (غالباً یہ اس صورت میں ہے جبکہ بری نیت اور نفس کی خواہش کے ساتھ نظر کی جائے۔ واللہ اعلم (معارف القرآن ج ٦)

مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ''شرعی پردہ'' کے صفحہ ''٢٤'' میں لکھا ہے ''میں بتاتا رہتا ہوں کہ جب انسان باہر نکلتا ہے تو اگر کسی ناجائز چیز کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظر نیچی کر لی تو یہ اتنا بڑا مقام ہے اور اس سے اتنے درجات اسے حاصل ہوتے ہیں کہ ہزاروں سال کے نوافل سے یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا، جب ایک گناہ چھوڑنے پر اور گناہ کے تقاضے (چاہت) کے وقت اس سے بچ جانے پر اتنا بڑا مقام حاصل ہوتا ہے تو اس کو حاصل کرنے کی فکر ہونی چاہیئے۔

امام ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا: بتاؤ! عورت کیلئے سب سے بہتر کونسی چیز ہے۔ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔ ان سے اسی سوال کا ذکر کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کیلئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر یہ جواب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ جواب تمہیں کس نے بتایا، عرض کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔ فرمایا: فاطمہ! آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ٢ص ٤٠، ٤١)۔

حافظ شمس الدین ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''الکبائر'' میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے ملنے کیلئے آپ ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا نبی ﷺ پر گریہ طاری ہے

جب میں نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ﷺ کو کس چیز نے رلایا ہے اور کس بنا پر آپ ﷺ اتنا رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ''میں نے شب معراج میں اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا دیکھا اور ان کو جو عذاب ہو رہا تھا وہ اتنا شدید اور ہولناک تھا کہ اس عذاب کے تصور سے مجھے رونا آ رہا تھا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ میں نے جہنم کے اندر عورتوں کو کس کس طرح عذاب میں مبتلا دیکھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کے ذریعے جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا ہے۔

(ایک تو جہنم کے اندر ہونا بذات خود کتنا ہولناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے، آمین۔ اور پھر بالوں کے بل لٹکانا، یہ انتہائی تکلیف دہ سزا ہے، اور پھر دماغ کا پکنا۔ یہ تیسری سزا ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی عورت کا حال بتلایا کہ ان کو کس کس طرح جہنم میں کن کن گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوتے دیکھا (تفصیل کیلئے مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کا مختصر سا رسالہ ''چھ گناہ گار عورتیں'' دیکھیں)۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان ان عورتوں پر یہ عذاب ان کے کون سے اعمال کی وجہ سے ہو رہا تھا ان کے کونسے اعمال تھے جنکی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اس ہولناک اور دردناک عذاب میں مبتلا دیکھا؟ اس کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کو میں نے سر کے بالوں کے ذریعے جہنم میں لٹکا ہوا دیکھا اور جس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا اس کو یہ عذاب گھر سے باہر ننگے سر جانے کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی۔

جو عورت بن سنور کر، میک اپ کر کے اس خواہش کے ساتھ باہر نکلتی ہے۔ کہ نامحرم مرد ہمیں دیکھیں اور ہم انھیں دیکھیں۔ اور نامحرم مردوں کے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ا

یسی عورتوں کو دیکھیں۔ لہٰذا وہ عورت مردوں کی بدنگاہی و بدنظری کا ذریعہ بنتی ہے۔ لہٰذا جتنے مرد بھی اس عورت کو دیکھ کر بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہونگے ان سب کے گناہوں کے برابر اس عورت کو گناہ ہوگا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے چہروں کو بے رونق کر دیا جائے گا۔ (طبرانی)

دیوث جنت میں داخل نہیں ہوگا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ (۱) دیوث (۲) مردوں کی طرح شکل بنانے والی عورتیں (۳) ہمیشہ شراب پینے والا۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''دیوث کون ہے؟''۔

فرمایا: وہ شخص جس کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس کے گھر کی عورتوں کے پاس کون شخص آتا ہے اور کون جاتا ہے۔'' (رواہ الطبرانی فی الکبیر مطولا)

ایک موقع پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بیوی کو کسی غیر مرد (نامحرم) کے ساتھ دیکھوں تو اس کو اپنی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے صحابہ! کیا تمہیں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت پر تعجب (حیرت) ہوتی ہے۔ (سنو)!......

میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ غیرت مند ہوں اور خدا مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے (مشکوۃ)

جو عورتیں محرم ہوں اُن سے بوقت احتمال شہوت نگاہ کا پھیرنا واجب ہے یعنی اگر کسی وقت محرم عورت کے دیکھنے میں بھی شہوت نفسانیہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو مرد پر واجب ہے کہ اس وقت محرم کو بھی نہ دیکھے اور نظر کی حفاظت کرے۔

بے پردگی دین کی کُھلی بغاوت ہے :

بے پردگی اعلانیہ گناہ ہے۔یعنی کُھلی بغاوت ہے۔رسول ﷺ کا ارشاد ہے : ،، میری پوری امت معافی کے لائق ہے مگر اعلانیہ گناہ کرنے والے معافی کے لائق نہیں۔،،

خیالی پردہ

☆ جس طرح بغیر کسی ضرورت کے بُری نیت سے نامحرم کی طرف دیکھنا، اس کی آواز کو سُننا۔اور اس سے بات کرنا حرام ہے تو اسی طرح اس کا خیال دل میں جمانا اور اس خیال سے لذت لینا بھی حرام ہے۔اس کو دل کا زنا کہا جاتا ہے۔

☆ اپنی بیوی سے صحبت (مباشرت) کے وقت یہ سوچنا کہ فلاں عورت کے ساتھ مباشرت کر رہا ہوں یہ سوچ اپنی بیوی سے جائز مباشرت کو بھی ناجائز بنا دیتی ہے کیونکہ ایسا شخص اجنبیہ (نامحرم) کے ساتھ جسم سے نہیں تو خیال سے زنا کر رہا ہے۔

پردے کے ضروری ہونے کی وجہ:

واضح رہے کہ اللہ تعالی نے زنا اور بدکاری کو حرام فرمایا ہے تو ان کے مقدمات و دواعی کو بھی حرام فرمایا ہے۔جن میں سے بنیادی چیز بے پردگی اور بدنظری ہے۔ چونکہ اللہ تعالی نے مردوں اور عورتوں میں نفسانی خواہشات اور جذبات رکھے ہیں۔جن پر ہیجان کے وقت قابو پانا مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور اس ہیجان کے مضر اثرات اور خرابیوں سے بچانے کیلئے بے پردگی، بدنظری اور مردوں اور عورتوں کے اختلاط (میل جول) سے روکنا بہت ضروری ہے اور معاشرے میں خرابی جب ہی پیدا ہوتی ہے کہ جب پردے میں ڈھیل اور مردوں و عورتوں کا اختلاط (میل جول) عام ہوتا ہے۔اس بے حجابی اور بے پردگی کے تباہ کن اثرات انسان کی روحانیت اور اخلاق و کردار کو تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں چنانچہ شریعت مقدسہ نے اس تباہی و بربادی کے گڑھے

میں گرنے سے بچانے کیلئے ایمان والوں کو پردے کے متعلق بہت سے مفید احکامات صادر فرمائے ہیں جن احکامات سے مقصود یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کو بے پردگی بدنظری اور گندے خیالات اور پھر ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مہلک و مفسد گناہوں سے بچایا جاسکے۔ سب سے بڑی چیز جو ایک مرد کو عورت کی طرف یا عورت کو مرد کی طرف مائل کرنے والی ہے وہ نظر ہے۔ انسان میں شہوت (نفسانی خواہش) ہے اور شہوت اس سے الگ نہیں ہوسکتی۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ بھوکے کتے کے آگے روٹیاں رکھدی جائیں اور پھر امید رکھی جائے کہ اس کتے کے دل میں ان روٹیوں کا خیال بھی نہ آئے، اسی وجہ سے شریعت نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے کہ اس کے ذریعے سے مردوں کی آنکھیں، دل اور خیالات پاک رہیں ورنہ کسی عورت کی عصمت محفوظ نہیں رہ سکے گی (المصالح العقلیہ الا احکام النقلیہ ص ۳۷۵)

قرآن پاک میں دونوں فریق کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں۔ سورہ نور رکوع نمبر ۴ میں اول مردوں کو حکم فرمایا: ''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں''۔

اس کے بعد عورتوں کو خطاب فرمایا: اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حسن و جمال کو (کسی پر) ظاھر نہ ہونے دیں (سوائے ان کے جو شرعاً محرم ہیں)

اور مسلمانوں (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (القرآن)

اللہ عزوجل سورۃ احزاب آیت ۳۳ میں خواتین اسلام کو حکم فرماتے ہیں **وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیہ الاولی** : شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان دیکھنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترھیب للمنذری ۱۲۶ از طبرانی)

تشریح: اس حدیث میں اول تو عورت کا مقام بتایا ہے یعنی یہ کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔

عورت کو بحیثیت عورت گھر کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت پردہ سے باہر پھرنے لگے وہ حدود نسوانیت سے باہر ہوگئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر لطف اندوز ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ گھر کے اندر ہوتی ہے جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہے وہ گھر کے اندر ہی رہنے کو پسند کرتی ہیں اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔

عورتوں کے باہر نکلنے کا ضابطہ:

اسلام نے عورتوں کو ھدایت دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عورتیں اپنے گھر کے اندر ہی رہیں کسی مجبوری سے باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس میں متعدد پابندیاں لگائی گئی ہیں مثلاً یہ

کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں اور یہ بھی حکم فرمایا کہ عورت راستے کے درمیان نہ چلے راستے کہ کنارے پر چلے، مردوں کے ہجوم (رش یا بھیڑ) میں داخل نہ ہوں۔ اگر اسے باہر جانا ہی پڑے تو پورے بدن پر برقع یا لمبی موٹی یا گہرے رنگ والی چادر لپیٹ کر چلے (راستہ نظر آنے کے لئے ایک آنکھ کا کھلا رہنا کافی ہے) یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگالیں یا برقع یا چادر اس طرح اوڑھ لیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جائے اور نیچے سے چہرہ ناک تک چھپ جائے۔ صرف دونوں آنکھیں (راستہ نظر آنے کے لئے) کھلی رہیں۔ آج کل جوان لڑکیاں برائے نام چادر اوڑھ لیتی ہیں اور چادر بھی باریک چکن کی ہوتی ہے اور تنگ بھی، اس سے ہرگز شرعی پردہ نہیں ہوتا اور ان کا اس چادر کے ساتھ باہر نکالنا بے پردہ نکلنے کی طرح ہے جو سراسر ناجائز اور حرام ہے، قرآن کریم میں جس چادر کا ذکر ہے۔ اس سے ہرگز ایسی چادر مراد نہیں عورتیں جب گھر سے کسی مجبوری کی وجہ سے نکلیں تو بجنے والا کوئی زیور نہ پہنا ہو۔ کسی غیر محرم سے اگر ضرورۃً بات کرنی پڑے تو بہت مختصر کرلیں، ہاں ناں کا جواب دے کر ختم کرڈالیں۔ گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقے پر بات نہ کریں جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھنچتے ہیں اسی طرح گفتار (باتوں) کے نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دل کشی ہوتی ہے پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بتکلف ایسا لب ولہجہ اختیار کریں جس میں خشونیت اور روکھا پن ہو بقول مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے کہ "بتکلف ایسا لہجہ بنائے کہ سننے والا یوں محسوس کرے کہ کوئی چڑیل بول رہی ہے" (بحوالہ: شرعی پردہ) تا کہ کسی بد باطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔ اور عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے محرم بھی وہ ہو جس پر بھروسہ ہو۔ فاسق محرم جس پر اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح شوہر یا محرم کے علاوہ کسی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے یا رات گذارنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ اور محرم بھی وہ جس پر اطمینان ہو۔ یہ سب احکام درحقیقت عفت وعصمت محفوظ رکھنے کیلئے دیئے گئے ہیں۔

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں

عورتوں کے گھر سے نکلنے کے لئے ایک ادب یہ بھی سکھایا گیا ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں۔

''حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کی رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بھی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے دے اور شوہر کی مرضی کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے، اور اس بارے میں وہ کسی کی اطاعت نہ کرے'' (مستدرک حاکم، طبرانی)

فائدہ:

حقیقت یہ ہے کہ گھر سے نکلنے کے لیے شوہر سے اجازت لینا ایک ایسا اصول ہے جو عورت کو عفیف و پاکدامن رہنے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ جو عورتیں اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے آتی جاتی ہیں اور جسے چاہے شوہر کی غیر موجودگی میں گھر بلا لیتی ہیں، ان کا اخلاق و کردار آہستہ آہستہ بگڑتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ گناہوں کی دلدل میں دھنستی چلی جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بھی گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلتی ہے۔ اللہ رب العزت اس سے ناراض رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گھر واپس آجائے۔ یا شوہر اس راضی ہو جائے۔ (کنزالعمال)

عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا:

برقع کے اوپر یا اندرنی لباس (یعنی کپڑوں پر) کسی قسم کی مہکنے والی، پھیلنے والی خوشبو لگا کر باہر نکلنا شریعت کے نزدیک اتنی بُری بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے والی عورت کو زناکار فرما دیا۔ (نسائی)۔

اگر ایسی خوشبو لگی ہو، جسکی مہک باہر نہ آئے بلکہ اندر ہی محدود رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ چونکہ عورت کو صرف اپنے شوہر سے ہی قریب تر ہوکر رہنا ہے۔ اس لئے شوہر نزدیک تر ہو کر ہلکی خوشبو کو بھی سونگھ لے گا۔ شوہر کے علاوہ کسی اور کو جب خوشبو سونگھانی ہی نہیں ہے تو تیز مہکنے والی خوشبو کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خوشبو اور وہ بھی عورت کی جنسی جذبات بھڑکانے میں خاص اثر رکھتی ہے۔

بغیر محرم کے عورت لمبا سفر نہ کرے۔

عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے شریعت نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جب عورت لمبا سفر کرے تو اکیلے (تنہا) نہ کرے بلکہ محرم کے ساتھ کرے۔ اس طرح وہ فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ اور محرم بھی وہ جس پر بھروسہ ہو۔ فاسق محرم جس پر اطمینان نہ ہو، اس کہ ساتھ سفر کرنا درست نہیں کیونکہ ایسا محرم نا محرم کے حکم میں ہے۔

﴿ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسے چاہیے کہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر۔۔۔ باپ، بھائی شوہر، بیٹے یا کسی محرم کے بغیر نہ کرے ﴾

تین دن کے سفر سے مراد شرعاً وہ مقدار ہے جس پر نماز قصر کرنا جائز ہو۔ اگر عورت کا سفر کے لئے باہر نکلنا شہر کے اندر ہو تو اس کے ساتھ محرم ہونا بہتر ہے۔ لیکن ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر وہ سفر (۴۸ میل) یا تقریباً ۷۷ کلومیٹر سے کم ہو تو بھی محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہیں بشرطیکہ اکیلے سفر کرنے میں کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو، اور اگر کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو پھر اکیلے سفر کرنے سے بچنا چاہیے، اگر عورت (۴۸ میل) یا تقریباً ۷۷ کلومیٹر سے زیادہ دور کہیں سفر میں جانا چاہتی ہے۔ چاہے کراچی سے حیدر آباد تک یا سکھر یا لاہور تک کا سفر کرنا چاہتی ہے یا حج کے سفر پر جانا چاہتی ہے تو دیگر تمام پابندیوں کے ساتھ ساتھ اس کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس سفر میں اس کے ساتھ اس کا محرم مرد یا شوہر ضرور ہو۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کوئی اجنبی (نامحرم) مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ ہی کوئی عورت بغیر مرد کے سفر کرے۔ ایک شخص یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں فلاں غزوہ (جہاد) کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ حلانکہ میری بیوی حج کے لئے نکل چکی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج ادا کرو۔"

(بخاری)

فیشنی برقعہ کا حکم:

موجودہ دور میں فیشنی برقعہ رائج ہے، اگر وہ تنگ ہو کہ جسم کے ساتھ چپکا ہوا ہو، اور اس سے جسم کی ساخت اور ھیئت ظاہر ہوتی ہو یا اتنا باریک ہو کہ اس سے سر کے بال یا چہرہ اور دیگر اعضاء نظر آتے ہوں یا برقعہ کا نقاب اتنا چھوٹا رکھا کہ دونوں طرف کے رخسار صاف نظر آسکیں یا ایسا باریک نقاب برقع میں لگایا جو خدوخال اور حسن وجمال کو اور بھی نمایاں کر دے اور خود برقعہ ہی بجائے پردے کہ کشش کا سامان بن گیا ہو یا برقعہ پر پھولوں کا بنانا، چمکدار یا باریک کپڑے کا برقعہ ہونا یا کڑھائی وغیرہ سے برقعے کو مزین کرنا بدنفس لوگوں کو برقع والی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ برقعے کیا ہوئے پردے کے بجائے نظروں کے کھینچنے کا سامان بن گئے اور وہی مثل ہو گئی کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے۔ العیاذ باللہ۔ شرعاً ایسے برقعے استعمال کرنا جائز نہیں۔

چادر اور برقع کیسا ہونا چاہیے:

شریعت میں برقع اور چادر کیلئے کوئی خاص وضع قطع یا رنگ منقول نہیں ہے بلکہ جس رنگ کا بھی ہو درست ہے البتہ اس کیلئے چند شرائط ہیں اور جس برقع میں ذیل میں ذکر کردہ یہ شرائط موجود ہوں وہ شرعی برقع ہے اس طرح جس چادر میں یہ شرئط موجود ہوں اس سے پردہ کا حکم پورا ہو جائے گا۔ شرائط یہ ہیں:

۱۔ پورے بدن کو چھپائے ہوئے ہو۔

۲۔ برقع یا چادر بذات خود سادہ اور باوقار ہو، پر زینت نہ ہو، اور جاذب نظر رنگوں سے یا کڑھائی وغیرہ سے مزین نہ ہو۔

۳۔ برقع یا چادر اتنا دبیز (موٹا یا گہرا رنگ) ہو کہ اس میں جسم کے اعضاء نہ نظر آتے ہوں۔

۴۔ برقع یا چادر اتنا کشادہ اور فراخ ہو (کُھلا ہو) جس سے جسم کے نشیب و فراز اور اعضاء کی بناوٹ وھیئت ظاہر نہ ہو۔

۵۔ راستہ دیکھنے کے لئے ایک آنکھ یا بوقت ضرورت دونوں آنکھیں کھلی رکھنے کی گنجائش ہے یا برقع میں راستہ وغیرہ دیکھنے کیلئے جالی بھی استعمال کی جاسکتی ہے اور بدن پر موجود کپڑوں کو چھپانا بھی ضروری ہے۔

۶۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پیر اگر کھلے رہیں یعنی ظاہر ہوں تو کوئی حرج نہیں البتہ انہیں بھی دستانوں اور موزوں سے اگر چھپالیا جائے تو بہت ہی بہتر ہے۔

مروجہ لباس کی خرابی:

آج کل ایسے کپڑوں کا رواج ہو گیا ہے کہ کپڑوں کے اندر سے جسم نظر آتا ہے۔ بہت سے مرد اور عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایسے کپڑوں کی شلوار بنا کر پہن لیتے ہیں، جس میں پوری ٹانگ نظر آتی ہے، ایسے کپڑے کا پہننا نہ پہننا برابر ہے اور اس سے نماز بھی نہیں ہوتی، عورت کی نماز درست ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کے چہرے اور گٹوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں قدموں کے علاوہ پورا جسم ڈھکا (چُھپا) ہوا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ سر پر ایسا باریک دوپٹہ ہوتا ہے جس سے بال نظر آتے ہیں اور بعض عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ بانہیں کھلی ہوئی ہیں اگر ڈھانکی ہوئی ہیں تو اسی باریک دوپٹے سے ڈھانک لیتی ہیں جس سے سب کچھ نظر آتا ہے، بعض عورتیں ساڑھی باندھتی ہیں اور بلاؤز اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ ناف پر ختم ہوجاتا ہے اور آدھا پیٹ نظر آتا ہے۔ اس سے نماز نہیں ہوتی۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹا نہ اوڑھنا چاہئے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے۔ عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں پوری ہوں۔ آدھی آستین کا کرتہ یا قمیض پہننا سخت گناہ ہے اور ایسا باریک لباس بھی پہننا منع ہے جس سے بدن نظر آتا ہو۔ ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ (ننگی) اٹھائی جائیں گی۔

اس کو خوب سمجھ لیں اور دنیا کے رواج کو نہ دیکھیں، دین کو دیکھیں، دنیا میں تھوڑی سی گرمی کی تکلیف ہو ہی گئی اور فیشن والیوں نے کچھ کہہ ہی دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ جنت کے عمدہ کپڑے اور طرح طرح کی نعمتیں تو نصیب ہونگی۔ جہاں سب کچھ ہی ہماری خواہش کے مطابق ہوگا۔



اتفاقی حادثات مثلاً کسی کے گھر میں آگ لگ جائے یا کہیں سیلاب آجائے یا زلزلہ آجائے یا کوئی عورت ڈوب رہی ہو یا کسی وقت جنگ کے درمیان عورتوں کی خدمات کی ضرورت پڑ جائے تو ایسی صورتوں میں عورتوں سے ستر وحجاب (پردہ) اور اجازت شوہر کے احکام حسب ضرورت ختم ہو جائیں گے ان احکام پردہ پر ایسے وقت عمل نہ کرنے کی گنجائش ہے۔

سسرال والے مردوں سے پردے کی خاص تاکید۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول ﷺ! عورت کے سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سسرالی رشتہ دار تو موت ہیں۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث میں جو سب سے زیادہ قابل توجہ بات ہے وہ یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے عورت کے سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ، دیور اور نندوئی وغیرہ سے اور اسی طرح سسرال کے دوسرے مردوں سے گہرا پردہ کرے۔ یوں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا لازم ہے لیکن جیٹھ، دیور اور ان کے رشتہ داروں کے سامنے

آنے سے اسی طرح بچنا ضروری ہے جیسے موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنا سمجھ کر بلالیا جاتا ہے اور بلا تکلف جیٹھ، دیور اور شوہر کے عزیز واقارب اندر چلے جاتے ہیں۔ اور بہت زیادہ گھل مل جاتے ہیں۔ اور ہنسی دل لگی تک نوبتیں آجاتیں ہیں۔ شوہر یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں۔ ان سے کیا روک ٹوک کی جائے۔ لیکن جب کسی کی طبیعت بھاوج (بھابھی) پر آجاتی ہے تو افسوس ناک حالات وجود میں آجاتے ہیں۔ اور جب دونوں طرف سے یگانگت کے جذبات ہوں کثرت سے آنا جانا ہو۔ بھرپور نظریں پڑتی ہوں اور شوہر گھر سے غائب ہو تو پھر نہ ہونے والے کام تک ہو جاتے ہیں۔ ایک پڑوسی کسی عورت کو اتنی جلدی اغوا نہیں کرسکتا ہے۔ جتنی جلدی اور باآسانی دیور یا جیٹھ اپنی بھابھی کو اغوا کرنے اور بُرے کام پر آمادہ کرنے پر طاقت رکھتا ہے۔ انھیں حالات کہ پیش نظر آں حضرت ﷺ نے سسرال کے مردوں سے بچنے اور پردہ کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور ان لوگوں کو موت بتا کر یہ سمجھایا ہے کہ ان سے ایسا پرہیز کرو جیسے موت سے بچنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی حکم ہے کہ اپنی بھاوج (بھابھی) اور سالے کی بیوی سے میل جول نہ رکھیں اور اس پر نظر نہ ڈالیں۔

تنبیہ: پردہ حق شرعی ہے شوہر کا حق نہیں ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جس کے سامنے آنے کو شوہر کہے اس کے سامنے آنا چاہیے یہ سراسر غلط ہے کسی بھی نامحرم کے سامنے آنے کی اجازت نہیں اور خلاف شرع شوہر کی اجازت اور اس کے حکم کا کچھ اعتبار نہیں۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک مطبوعہ وعظ میں فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں پردہ نہ کرنے سے کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے۔ ماشاء اللہ ہماری بیوی بہت نیک ہے، بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں بہت نیک ہیں۔ بہت شریف ہیں ان کی آنکھ میں تو برائی آہی نہیں سکتی۔ تو دل میں کہاں سے آئے گی؟ یہ تو بہت بعید ہے، اور ہمارے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار ہمارے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد سارے زاد شامل

کرلیں بہت ہی شریف زادے ہیں، اس برائی کا تو ہمارے یہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنی ہی اس معاملہ میں زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ عوام کے علاوہ خواص میں، علماء میں بھی بہت زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم کے صریح حکم پر عمل بالکل نہیں ہورہا ہے۔ گویا کہ یہ حکم قرآن میں نازل ہی نہیں ہوا۔ ان کے عمل اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا پردہ کا حکم قرآن میں ہے ہی نہیں۔

میں چند خاندانوں کے واقعات بتاتا ہوں جو آپ سے زیادہ پارسا ہیں۔ آپ کی طرح ان کو بھی اپنی پارسائی پر بڑا ناز اور غرور ہوا۔ اور اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا اور پردہ نہیں کیا تو انجام کیا ہوا؟ یہ کوئی گذشتہ زمانے کا قصے نہیں ہیں۔ یہ واقعات ابھی کے ہیں۔ اور کراچی کے ہیں، اگر ان کے خاندانوں کی بے عزتی کا خطرہ نہ ہوتا، تو ان کے نام اور پتے بھی بتادیتا تاکہ خود جا کر دیکھ لیں اور پوچھ لیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر خاندان کو خود ہی بے عزت و ذلیل کیا ہے۔ اب قصے سنئے خدا کرے کہ بات دلوں میں اتر جائے۔

پہلا واقعہ:

ایک حاجی صاحب تھے۔ بہت نیک، بہت ہی پارسا، لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت اور اعتماد تھا کہ لاکھوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ ایک بار ان کے کچھ عزیز میرے پاس آئے اور انھوں نے یہ قصہ سنایا کہ اس کے اپنی سالی سے ناجائز تعلقات ہوگئے بیوی کے ہوتے ہوئے۔ اُسی گھر میں بیوی موجود، سسرال کے سب لوگ موجود اور سالی سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ اور کیا کیا، چپکے سے پاسپورٹ بنوایا اور کسی ملک کا ویزا لگوالیا، ڈاڑھی منڈاوئی، کوٹ پتلون پہنا اور کسی غیر ملک بھاگ گئے اور لوگوں کی امانتیں بھی سب کی سب لے گئے، مگر ان کی صورت اور دینی حالات ایسے کہ کسی کو دور تک وہم بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ شخص بُرا ہوسکتا ہے۔ مگر کیا ہوا، اب آپ اندازہ لگائیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں تو ایسی بدکاری کا کوئی امکان

ہی نہیں ۔ میرا گھرانہ اور ماحول تو بڑا ہی پاک وصاف ہے اب اس خوش فہمی اور خام خیالی کا کیا علاج؟

دوسرا واقعہ:

یہ واقعہ بھی کراچی ہی کا ہے ۔ ایک صاحب جو ماشا اللہ بہت دیندار تھے ۔ اور دینی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ۔ انھیں حج بیت اللہ کی بھی سعادت حاصل تھی ۔ اس کے باوجود محض اس وجہ سے کہ ان کے ہاں سالی سے پردے کا رواج نہ تھا ۔ ان کا اپنی سالی سے خفیہ تعلق ہوگیا ۔ کئی سالوں تک یہ تعلق رہا ، وہ مانع حمل (حمل نہ ہونے والی گولیاں) استعمال کرتی رہی ، یہاں تک کہ اس کی شادی ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی ۔

تیسرا واقعہ:

ایک صاحب نماز روزے کے پابند ان کی اہلیہ بھی شریف گھرانے کی چشم و چراغ ، انھوں نے پردے کا اہتمام نہیں کیا ۔ دوست احباب کے یہاں ان کا جانا اور دوستوں کا ان کے یہاں آنا جانا رہتا تھا ، اسی دوران کے ایک دوست سے ان کی بیوی کی آنکھ لڑ گئی ۔ آہستہ آہستہ تعلق بڑھتا گیا ، چونکہ دن میں شوہر تو اپنے کام پر چلا جاتا ، بچے اسکول چلے جاتے اور بیوی صاحبہ اپنے شوہر کے دوست کے ساتھ اپنے ہی گھر میں خلوت (تنہائی) کے مزے لوٹتی رہی ۔ کچھ عرصے کے بعد شوہر کو بھی پتہ چل گیا ۔ اصلاح کی کوشش کی ۔ جب ناکامی ہوئی تو مجبوراً بیوی کو طلاق دیدی ۔

نمونہ کے لیے یہ تین واقعات لکھے ورنہ اس طرح کے واقعات کا کوئی شمار نہیں ، یہ ظاہر ہے کہ ابتداء بے پردگی سے ہوتی ہے ۔ بے پردگی زینہ ہے ، اگر پردہ کا اہتمام کیا جائے تو پہلے ہی قدم پر روک تھام کیا جاسکے ۔

مشترکہ فیملی سسٹم (اکٹھے رہنے) میں پردے کا طریقہ:

مشترکہ فیملی سسٹم جہاں محرم اور نامحرم رشتہ دار (مثلاً دیور، جیٹھ وغیرہ) ایک ہی گھر میں رہتے ہوں۔ جس کی وجہ سے نامحرم رشتہ دار گھر میں آتے جاتے رہتے ہوں تو ایسے حالات میں خواتین ذرا ہوشیار رہیں، بے پردگی کے مواقع سے بچیں، لباس میں احتیاط رکھیں بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ ☆ مرد آمد ورفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کردیں، بعض خواتین شکایت کرتی ہیں کہ ان کے غیر محرم رشتہ دار سمجھانے کے باوجود گھر میں کھنکار (کھانس) کر آنے کی احتیاط نہیں کرتے، اچانک سامنے آجاتے ہیں، آمدورفت کا یہ سلسلہ ہر وقت چلتا رہتا ہے، ان سے پردہ کرنے میں ہمیں بہت مشکل پیش آتی ہے، ایسے حالات میں خواتین جتنی احتیاط ہوسکے کریں، اسے جہاد سمجھیں، جتنی زیادہ تکلیف ومشقت برداشت کریں گی اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ہوگا۔ ☆ غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری طرف کرلیں۔ ☆ اگر رخ دوسری طرف نہ کرسکیں تو سر سے دوپٹہ سرکا کر چہرہ پر لٹکالیں۔ ☆ شدید ضرورت کے بغیر غیر محرم سے بات نہ کریں، بوقت ضرورت بقدر ضرورت بات کریں، ان کی خیریت پوچھنا بھی جائز ہے، ان کو کھانا دینا بھی جائز ہے، ان سے گھر کی ضرورت کی چیزیں منگوانا بھی جائز ہے۔

☆ کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محارم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔

☆ ان احتیاطوں کے باوجود اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم کی نظر پڑ جائے تو معاف ہے، بلکہ اس طرح بار بار بھی نظر پڑتی رہے، ہزار بار اچانک سامنا ہوجائے تو بھی معاف ہے، کوئی گناہ نہیں، اس سے پریشان نہ ہوں، جو کچھ اپنے اختیار میں ہے اس میں ہرگز غفلت نہ کریں اور جو کچھ اختیار سے باہر ہے اس کیلئے پریشان نہ ہوں، اس لئے کہ اس پر کوئی گرفت وعذاب نہیں، ہزاروں بار بھی غیر اختیاری طور پر ہوجائے تو بھی معافی ہی معافی ہے۔ دیکھئے رب کریم کا کتنا بڑا کرم ہے،

نگران کی اس مہربانی اور معافی کو سن کر نڈر اور بے خوف نہ ہو جائیں، جس حد تک احتیاط ہو سکتی ہے اس میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں، ورنہ خوب سمجھ لیں کہ جس طرح وہ رب کریم شکر گزار اور فرمانبردار بندوں پر بہت مہربان ہے، اسی طرح ناقدروں، ناشکروں اور نافرمانوں پر اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

اگر کسی خاتون کو چہرے پر گھونگھٹ ڈالنا (یعنی چہرے پر دوپٹہ لٹکا کر چہرہ چھپانا) مشکل ہو تو اس صورت میں ہمارے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوئی ہوں، لیکن کلائیاں چھُپی ہوئی ہوں تو اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ بہتر یہی ہے کہ چہرے پر گھونگھٹ رہے، اس لئے کہ عورت کا چہرہ حسن و جمال کا مرکز ہے اور اس کے کُھلے رہنے کی وجہ سے فتنہ اور مردوں کا گناہ (بدنظری، زنا وغیرہ) میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے، لہٰذا جس گھر میں نامحرم مردوں سے فتنہ کا اندیشہ ہو، وہاں گھونگھٹ ڈالنے کا ہی اہتمام کرنا چاہیے لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، وہاں گھونگھٹ نہ ڈالنے کی بھی گنجائش ہے، بہرحال! یہ حکم تو ان نامحرم مردوں سے پردے کے بارے میں تھا جو گھر کے اندر رہتے ہیں، اس لئے کہ ہر وقت اپنے کمرے میں چھپ کر رہنا بھی مشکل ہے اور برقع پہن کر گھر کے کام کاج کرنا بھی مشکل ہے، اس لئے شریعت نے یہ سہولت عطا فرمادی ہے تاکہ سہولت کے ساتھ خواتین گھر کا کام انجام دے سکیں۔

باہر سے آنے جانے والے رشتہ داروں سے پردے کا طریقہ:

کچھ نامحرم مرد وہ ہوتے ہیں جو گھر کے اندر تو نہیں رہتے لیکن گھر میں بے تکلف آتے جاتے رہتے ہیں، جیسے بیوی یا شوہر کے چچازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد وغیرہ، یہ رشتے کے بھائی کہلاتے ہیں، ان سے کوئی خاص پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، حالانکہ ان سے پردے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ان رشتہ داروں سے پردہ کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ گھر کے جو بڑے ہیں، وہ سب ایک مرتبہ بیٹھ کر اس مسئلے کو طے کریں اور سب سے یہ کہہ دیں کہ آج کے بعد انشاءاللہ ہمارے گھر میں پردے کا اہتمام ہوگا، لہٰذا جتنے بھی رشتے کے بھائی ہیں یا

دوسرے نامحرم مرد جو رشتہ دار ہیں اور گھر کے اندر آتے ہیں، آئندہ جب وہ آئیں گے تو انہیں بیٹھک میں اور ڈرائنگ روم میں بٹھایا جائے گا، یہ حضرات جو اب تک سیدھے گھر کے اندر چلے جاتے تھے اور خواتین کے کمروں میں بھی داخل ہو جاتے تھے اور خواتین کے قریب بے تکلف جا کر بیٹھ جاتے تھے اور ان سے بے تکلف باتیں شروع کر دیتے تھے، آئندہ اس صورت حال سے بچیں گے اور پرہیز کریں گے۔

مردوں کو مردانہ کمرے میں بٹھایا جائے:

جب بھی کوئی نامحرم مرد گھر میں آئے، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ، وہ مرد ہی سے ملے گا، وہ گھر کی نامحرم خواتین سے نہیں ملے گا، ہاں اگر محرم ہو تو بے شک وہ خواتین سے بھی ملے کیونکہ ان سے پردہ ہی نہیں ہے۔ بہرحال! اس طرح ایک مرتبہ سب کو بٹھلا کر طے کرنا ہوگا، جب اس طرح ایک مرتبہ طے کر لیا جائے گا تو پھر خواتین کیلئے بھی نامحرم مردوں سے پردہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ طے کرنے کے بعد بیوی کے نامحرم رشتہ دار اور شوہر کے نامحرم رشتہ دار مثلاً شوہر کے چچا، شوہر کے تایا، شوہر کے خالو، شوہر کے پھوپھا، شوہر کے ماموں، یہ سب چونکہ بیوی کیلئے نامحرم ہیں یا بیوی کے خالہ زاد، تایا زاد، چچا زاد، ماموں زاد وغیرہ آئیں تو ان سے صرف گھر کے مرد ملاقات کریں اور ان کو مردانہ کمرے میں بٹھایا جائے، گھر کی خواتین ان سے بات کرنا چاہتی ہیں تو وہ پردے کے پیچھے سے بات کر لیں یا انٹرکام پر بات کر لیں یا فون پر بات کر لیں۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

یہ عمل چند روز تو عجیب محسوس ہوگا، لیکن اس کے اندر آپ کو بھی بڑی عافیت محسوس ہوگی اور خواتین کو بھی اس کے اندر راحت محسوس ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شرعی پردہ کا اہتمام ہو جائے گا اور بے پردگی کے گناہ سے مرد اور خواتین دونوں بچ جائیں گے، لہذا اس عمل کیلئے خواتین کو اپنا ذہن تیار کرنے کی ضرورت ہوگی اور مردوں کو ان کی مدد کرنے کی ضرورت ہوگی، اس طرح جب آپس میں سب باتیں طے کر لیں گے تو ذرا سی دیر میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور مرد اور

خواتین اس کام کیلئے تیار نہ ہوں تو ساری عمر یہ گناہ ہوتا رہے گا۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چونکہ گناہ کا احساس نہیں اور اس گناہ سے بچنے کا اہتمام نہیں اور اس سے بچنے کی فکر نہیں ہے، اس لئے بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے، ورنہ بچنے کا آسان طریقہ موجود ہے۔

پردہ عورت پر فرض ہے نہ کہ مرد پر :

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم رشتہ داروں کے ہاں جاتے ہیں تو ہمارے کہنے کے باوجود غیر محرم رشتہ دار عورتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں، ہم سے پردہ نہیں کرتیں۔

یہ حضرات پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ پردہ عورت پر فرض ہے ، مرد پر فرض نہیں، اس لیے اگر عورتیں بے پردہ سامنے آجاتی ہیں تو وہ عورتیں گناہ گار ہیں مرد پر کوئی گناہ نہیں، ایسی صورت میں ان ہدایات پر عمل کریں:

(۱) اپنی نظر نیچی رکھیں۔

(۲) بلاضرورت غیر محرم عورت سے بات نہ کریں۔

(۳) ایسے مواقع میں پردہ کی اہمیت بیان کریں، اس میں ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ اداء کر دیا، دوسرا فائدہ یہ کہ شاید ان عورتوں کو آپ کی تبلیغ سے ہدایت ہو جائے تو آئندہ کے لیے ان گھروں میں آپ کی آمد و رفت میں سہولت ہو جائے گی، آپ کے سامنے غیر محرم عورتیں نہیں آئیں گی، خدانخواستہ ان کو ہدایت نہ بھی ہوئی تو کم از کم اتنا فائدہ تو ہوگا ہی کہ آپ کے سامنے آنے سے شرمائیں گی، انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ وہ غیر کے سامنے ایسی حالت میں جانے سے شرماتا ہے جو اس غیر کو ناپسند ہو، بہت سی عورتیں عوام بلکہ فساق و فجار تک سے پردہ نہیں کرتیں مگر علماء و صلحاء سے پردہ کرتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء و صلحاء بے پردگی کو برا سمجھتے ہیں، اس لئے یہ عورتیں ان کے سامنے بے پردہ آنے سے شرماتی ہیں، آپ اپنے قول و عمل سے ثابت

کر دیں کہ آپ بے پردگی کو برا سمجھتے ہیں تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ غیر محرم عورتیں آپ کے سامنے آنا چھوڑ دیں گی، یہ نسخہ بہت مجرب ہے میں نے کئی لوگوں کو بتایا انہوں نے اس پر عمل کیا تو ان کو غیر محرم عورتوں سے نجات مل گئی۔

گھر میں شرعی پردہ کروانے کے طریقے:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم گھر میں پردہ کروانا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں بہت کوشش اور تبلیغ کرتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا، بیوی پردہ نہیں کرتی، اس حالت میں ہم سخت گناہ گار ہو رہے ہیں کیا کریں؟ ایک مولوی صاحب نے لکھا کے میں ایک مسجد میں امام ہوں، میری بیوی غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتی، سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتی، بے پردگی کی وجہ سے میں فاسق ہوں اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اب میں کیا کروں؟ کیا امامت چھوڑ دوں؟ ایسی حالت میں شرعی احکام یہ ہیں۔

(۱) اپنے اعمال درست کرنے کی فکر کریں، اپنا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں، جب انسان خود نیک ہوتا ہے دوسروں پر اس کی بات اثر کرتی ہے، بلکہ لوگ اس کے عمل ہی سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

(۲) اپنی خواہشات نفسانیہ اور دنیوی کاموں میں بیوی سے ناراض نہ ہوں اور سختی نہ کریں، ورنہ وہ سمجھے گی کہ دینی کاموں میں آپ کی ناراضگی بھی آپ کی افتادِ طبع (عادت) ہی ہے، دین کو تو صرف غصہ نکالنے کا بہانہ بنا رکھا ہے۔

(۳) بیوی کے لئے ہدایت کی دعاء کیا کریں۔

(۴) نرمی اور محبت سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(۵) روزانہ بلا ناغہ تھوڑی سی دیر کے لئے کوئی ایسی کتاب پڑھ کر سنایا کریں جس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر پیدا ہو، جیسے ،،حکایات صحابہ،، وغیرہ، زبانی بتانے کی بجائے کتاب پڑھ کر سنایا کریں، اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں:

۱۔قدرتی طور پر انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس پر اپنے ساتھیوں کی بات کا اثر بہت کم ہوتا ہے، بالخصوص میاں بیوی کا آپس کا ایسا تعلق ہے کہ ایک دوسرے کی نصیحت کی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں، اغیار بالخصوص اکابر اور ان سے بھی بڑھ کر گذشتہ زمانہ کے بزرگوں کی باتوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

۲۔کتاب میں اس کے مصنف کی للّٰہیت اور اخلاص کا اثر ہوتا ہے۔اور یہ اثر پڑھنے والے میں بھی منتقل ہوتا ہے۔

۳۔کتاب پڑھنے میں کسی بات کی نسبت پڑھنے والے کی طرف نہیں ہوتی بلکہ ہر بات کی نسبت کتاب کے مصنف کی طرف ہوتی ہے، اس لئے اس میں اپنے نفس کی آمیزش سے حفاظت نسبتاً آسان ہے۔

۴۔کتاب پڑھ کر سنانے میں وقت کم خرچ ہوتا ہے ، زبانی بتانے میں بات لمبی ہو جاتی ہے، جس سے سننے والے کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔

۶۔اگر سختی کا تحمل ہو تو بقدر ضرورت سختی سے کام لیں مگر خوب سوچ کر، پہلے خوب سمجھ لیں کہ اگر سختی کرنے سے بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی یا گھر ہی میں رہ کر وبال جان بن گئی، تو آپ ان حالات کا تحمل کر سکیں گے؟ اگر خدانخواستہ پریشان ہو کر آپ نے بیوی کی خوشامد کی تو کیا عزت رہی ؟ اپنی عزت برباد کرنے کے علاوہ دوسرا نقصان یہ کہ آئندہ کے لئے بیوی ہر معاملہ میں سر پر چڑھ کر ناچے گی، اس لئے بلا سوچے سمجھے کوئی سخت اقدام ہرگز نہ کریں۔

(۷) اگر نرمی گرمی کسی تدبیر سے بھی ہدایت پر نہیں آتی تو شوہر پر کوئی گناہ نہیں ، بشرطیکہ جو ہدایات بتا چکا ہوں ان میں سے کسی میں غفلت نہ کرے، اپنا اختیار پورے طور پر استعمال کرے ہر ممکن کوشش کے باوجود بیوی پردہ نہ کرے تو شوہر پر کوئی گناہ نہیں۔

بے پردہ بیوی کو طلاق دینا بھی ضروری نہیں، جب عیسائی اور یہودی جیسی کافر عورت سے نکاح جائز ہے تو بے پردہ مسلمان عورت سے بطریق اولی جائز ہے، البتہ یہ یاد

رہے کہ یہودی اور عیسائی عورت سے نکاح ہو جاتا ہے مگر اس زمانہ میں ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ،سخت گناہ ہے، اس لئے کہ اولاً تو ایسی عورتیں شوہر ہی کو مرتد بنا دیتی ہیں، اور اگر شوہر بچ بھی جائے تو اولاد کو تو یقیناً اپنے دین پر لے جاتی ہیں، اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ بے پردہ بیوی کو گھر میں رکھنے کی اجازت جو میں نے بتائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شادی کے بعد اس کی بے دینی کا علم ہوا، یا علم تو شادی سے پہلے سے تھا مگر اس وقت خود اپنے اندر ہی آخرت کی فکر نہ تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو پردہ کی فکر پیدا ہوئی، مقصد یہ ہے کہ ابتداءً بے پردہ عورت سے شادی کرنا جائز نہیں، البتہ شادی کے بعد ایسا ابتلاء پیش آیا تو بجبوری اس پر صبر کرنا جائز ہے۔

علاج کرنے میں پردے کا اہتمام:

صرف عام حالات میں ہی پردے کا اہتمام لازم نہیں بلکہ شرعاً ہر حالت میں عورت کے لئے پردے کا اہتمام لازم ہے۔ حتیٰ کہ علاج معالجے کی ضرورت پڑے تو اس میں بھی بقدر استطاعت پردہ فرض ہے۔

ہمارے زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے۔ جن خاندانوں اور گھروں میں پردے کا اہتمام ہے علاج کے سلسلے میں ان کے ہاں بھی پردے کا خیال چھوڑ دیا جاتا ہے حالانکہ اصول یہ ہے کہ عورت کے علاج کے لئے محرم تلاش کیا جائے یا کسی مسلمان خاتون (لیڈی ڈاکٹر) سے علاج کرایا جائے اور علاج کے لئے محرم ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہو تو پھر کسی غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے عورت اپنا علاج کرائے اور اگر محرم ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر بھی نہ ہو تو پھر کہیں جا کر غیر محرم ڈاکٹر سے بھی علاج کرایا جا سکتا ہے۔

لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول "الضرورۃ تقدر بقدر الضرورۃ" کا خیال رکھنا لازم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہے معالج ڈاکٹر بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے مثلاً علاج کے لئے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اسی طرح بازو یا پنڈلی میں زخم ہے تو جتنی جگہ مجبوری کی

وجہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے بس اس قدر معالج (علاج کرنے والا) دیکھ سکتا ہے، اگر علاج کی مجبوری کے لئے آنکھ یا دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں۔ جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہے بس اس قدر دیکھا جا سکتا ہے اگر پیٹ یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم یا ڈاکٹر (خواہ محرم ہو یا نامحرم) زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پُرانا کپڑا پہن کر زخم کے اوپر کا کپڑا کاٹ دیا جائے تاکہیں پیٹ یا پیٹھ کے بقیہ حصہ پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کے ناف سے لے کر گھٹنوں ختم تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز ہے۔ اس لئے لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین (کولہے) کا پھوڑا یا زخم دکھانا مقصود ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف زخم کی جگہ دکھائی جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کے وقت حکیم یا ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و اقارب موجود ہوں اُن کو اس جگہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں، ہاں اگر موجودہ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا ہو جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہو اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ اور حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہو گا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں جو تفصیل بتائی گئی ہے مرد کے علاج کی صورت میں بھی اس کا خیال ضروری ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے۔ اگر ران یا سرین (کولہے) کا زخم ڈاکٹر کو دکھانا ہے تو یا کولہے میں کسی مجبوری سے انجکشن لگوانا ہے تو صرف ڈاکٹر بقدر ضرورت جگہ دیکھ سکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے لئے دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔

ولادت کے موقع پر بے احتیاطی:

بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ کا دیکھنا جائز ہے، اس سے زیادہ دیکھنا منع ہے اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگر ماں، بہنیں ہی ہوں

ان کو بھی دیکھنا منع ہے کیونکہ ان کا دیکھنا بغیر ضرورت کے ہے، لہذا ان کو نظر ڈالنے کی اجازت نہیں یہ جورواج ہے کہ عورت کو ننگا کر کے ڈال دیتے ہیں اور سب عورتیں دیکھتی رہتی ہیں۔ یہ حرام ہے۔ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے دونوں پیر کھول سکتی ہے (یعنی اگر ظاہر ہوں تو کوئی حرج نہیں)۔ ان کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں، غیر مسلم (کافر) عورتیں مثلاً دائی، لیڈی ڈاکٹر، بھنگن، دھوبن وغیرہ جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے لہذا بچے کی پیدائش کے موقع پر کافر دائی یا نرس وغیرہ کو نہ بلایا جائے کیونکہ ان کے سامنے ستر کھولنا حرام ہوگا۔ لیکن اگر کہیں کوئی مسلمان دائی یا نرس وغیرہ نہ ہو تو پھر بوجہ مجبوری بچے کی پیدائش کے موقع پر غیر مسلم دائی یا نرس وغیرہ کو بلا سکتے ہیں۔

سفر حج میں پردے کا اہتمام:

شریعت میں پردے کا اس قدر اہتمام ہے کہ خود حالت احرام میں بھی اس کا خیال اور لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ (سفر حج میں) ہمارے قریب سے حاجی لوگ گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں۔ (چونکہ احرام میں عورت کو منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لئے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ اور چونکہ پردہ کرنا حج میں بھی لازم ہے) اس لئے جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گزرتے تو ہم بڑی سی چادر کو سر سے گرا کر چہرے کے سامنے لٹکا لیتے اور جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم لوگ چہرہ کھول لیتیں تھیں (ابوداؤد شریف) بہت سے لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ احرام کی حالت میں پردہ ضروری نہیں ہے کیونکہ احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ کا چہرے پر لگنا جائز نہیں ہے مگر یہ خیال ان کی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں اس وقت ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ مثلاً یہ کہ چہرہ چھپانے کے لئے ہاتھ والا پنکھا یا چھجہ دار ٹوپی سر پر رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لی جائے جیسا کہ بہت سی عورتیں کرتی

ہیں۔اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ عورت کو چاہیے کہ حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکا لیا کرے۔

(فتح الباری، کتاب الحج)

ہیجڑوں سے پردہ کرنا:

حدیث میں ہیجڑوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔کیونکہ بغرض استلذاز (لذت سے) دیکھنا یا باتیں سننا، ہاتھ سے مس کرنا (چھونا) ، آنکھ، کان اور ہاتھ کا زنا ہے اور یہ صفت ہیجڑے میں موجود ہے نیز بہت سے ہیجڑے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں مردانہ قوت موجود ہوتی ہے۔

(احسن الفتاوی ج۸ص۳۵)

مُردہ عورت (غیر محرم) یا مُردہ مرد (غیر محرم) کو دیکھنا:

غیر مردوں (غیر محرم) کو مُردہ عورت کا منہ دکھانا جائز نہیں اور گناہ منہ دکھانے والوں کو ہوگا اور مردہ عورت بھی اس پر اپنی زندگی میں راضی تھی تو وہ بھی گنہگار ہوگی ، ورنہ نہیں ،عورتوں کو وصیت کر دینی چاہیئے کہ ان کے مرنے کے بعد نامحرموں کو انکا منہ نہ دکھایا جائے۔

(بحوالہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۳ص۱۰۹)

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے لیکن چونکہ بیوی کے انتقال سے نکاح ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اسے ہاتھ لگانا اور غسل دینا جائز نہیں اور شوہر کے مرنے پر نکاح کے آثار عدت تک باقی رہتے ہیں اس لئے شوہر کے مرنے کے بعد بیوی شوہر کو ہاتھ لگا سکتی ہے اور غسل بھی دے سکتی ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل ج۳ص۱۰۲)

اسی طرح غیر محرم عورتوں کو مُردہ نامحرم مرد کا منہ دیکھنا اور دکھانا جائز نہیں ہے۔

خواتین کا سیر و تفریح کیلئے جانا:

عورتوں کو اپنے محرم کے ساتھ اور مکمل شرعی پردے کے ساتھ بوقت ضرورت سیر و تفریح کیلئے جانا جائز ہے، اور اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہاں خلاف شرع کسی کام کا ارتکاب نہ ہونے پائے"

منگنی سے پہلے ایک نظر دیکھنے کی اجازت:

جس سے نکاح کرنا ہو شریعت نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت دی ہے تا کہ پسند و ناپسند کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ منگنی کے بعد جب تک نکاح نہیں ہو جاتا دونوں ایک دوسرے کیلئے اجنبی (غیر محرم) ہیں اور پردہ ضروری ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل ج ۸)

مخلوط تعلیم کا زہر:

آج کل لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے کیلئے بھیجا جاتا ہے ان کو اونچی ڈگریاں دلانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، اول تو اس میں اس حکم کی خلاف ورزی ہے کہ عورت اپنے گھر میں رہے اگر باہر نکلنا ہو تو بدرجہ مجبوری پابندیوں کے ساتھ نکل سکتی ہے مگر وہ تو پردے کے اہتمام کے بغیر نکلتی ہیں اور خوب بن ٹھن کر خوشبو لگا کر جاتی ہیں۔ پھر رہی سہی کسر مخلوط تعلیم (co education) نے پوری کر دی۔ ایک ہی کلاس میں لڑکے اور لڑکیاں اور بالغ مرد اور عورتیں بے پردہ ہو کر بیٹھتے ہیں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ اسلامیات کی ڈگری لینے والے عین تعلیم کے وقت اسلامی احکام کو پامال کرتے ہیں اور جو لوگ ان باتوں پر نکیر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ غیر شرعی طریقہ ہے۔ وہ کیسی ہی آیات و احادیث پیش کریں ان کی بات کو دقیانوسی کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ حضرت اقدس مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب نوراللہ مرقدہ کا اپنی مشہور زمانہ تصنیف احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۳۲ میں یہ فتوے موجود ہے کہ "عورت کو عصر حاضر (موجودہ زمانہ) کے سکول کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم دلانے کے کئی مفاسد ہیں، خواہ لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ اختلاط

(میل جول) نہ بھی ہو:

۱......عورت کا بلاضرورت شرعیہ گھر سے نکلنا اور اجنبیوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بننا۔ ۲......برے ماحول میں جانا۔ ۳......مختلف مزاج رکھنے والی عورتوں سے مسلسل اختلاط (میل جول) کی وجہ سے کئی خرابیوں کا جنم لینا۔ (پیدا ہونا)۔ ۴......کالج یونیوسٹی کی غیر شرعی تقریبات میں شرکت۔ ۵......بغیر پردے کے مردوں سے پڑھنے کا گناہ۔ ۶...... بے دین عورتوں سے تعلیم حاصل کرنے میں ایمان و اعمال اور اخلاق کی تباہی۔ ۷...... بے دین عورتوں کے سامنے بلاحجاب (بغیر پردے کے) جانا، شریعت نے فاسقہ عورت سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: ولا ينبغي للمرأة الصالحة ان تنظر اليها المرأة الفاجرة لانها تصفها عند الرجال فلا تضع جلبابها و لاحمارها كما في السراج اه (ردالمحتار ص۲۳۸ ج۵)

۸۔ کافر اور بے دین لوگوں کی نقالی کا شوق۔ ۹......اس تعلیم کی وجہ سے حب مال (مال کی محبت) اور حب جاہ (عزت و منصب کی محبت) کا بڑھ جانا اور اس کی وجہ سے دنیا و آخرت کا تباہ ہونا۔ ۱۰......شوہر کی خدمت، اولاد کی تربیت اور گھر کی دیکھ بھال، صفائی وغیرہ جیسی فطری اور بنیادی ذمہ داریوں سے غفلت۔ ۱۱......دفتروں میں ملازمتیں اختیار کرنا جو دین و دنیا کی تباہی کا ذریعہ ہے۔ ۱۲......مردوں پر ذرائع معاش تنگ کرنا۔ ۱۳......شوہر پر حاکم بن کر رہنا۔

مخلوط طریقہ تعلیم میں مفاسد مذکورہ کے علاوہ لڑکوں کے ساتھ میل جول اور بے تکلفی کی وجہ سے لڑکوں، لڑکیوں کی آپس میں دوستی، عشق بازی، بدکاری اور اغواء جیسے گھناؤنے مفاسد بھی پائے جاتے ہیں اس لئے موجودہ دور کے تعلیمی اداروں میں عورتوں کو تعلیم دلانا جائز نہیں''

(احسن الفتاوی ج۸ ص۳۲)

مردوں کو زنانہ مشابہت اور عورتوں کو مردانہ مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے۔اور لعنت کا سبب ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ہاتھ میں ایک پرچہ دینے کیلئے پردہ کے پیچھے سے نبی اکرم ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا آپ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ نامعلوم مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔اس نے کہا یہ عورت کا ہاتھ ہے فرمایا: اگر عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی کے ذریعے بدل دیتی (یعنی مہندی سے رنگ لیتی) (مشکوۃ شریف ص ۳۸۳)

تشریح :اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صحابی عورتیں نبی اکرم ﷺ سے پردہ کرتی تھیں،اس لئے تو ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا اگر بے پردہ سامنے آتی تو پردے کی کیا ضرورت تھی؟

جاہل پیروں کی گمراہی:

اس حدیث سے ان جاہل پیروں کی گمراہی بھی معلوم ہوتی ہے جو اپنی مریدنیوں میں بے محابا اندر گھروں میں گھس جاتے ہیں اور پردے کا اہتمام نہیں کرتے ،جاہل عورتیں کہتی ہیں کہ ان سے کیا پردہ؟ پیر میاں ہیں،نیک آدمی ہیں،بھلا اللہ کے پاک رسول فخر عالم ﷺ سے بڑھ کر نیک اور پاکباز کون ہوگا؟ جب صحابی عورتوں نے آپ ﷺ سے بھی پردہ کیا تو کسی دوسرے کو دم مارنے کی کیا مجال ہے جو نیکی کے جھوٹے دعوے کرکے بے محابہ عورتوں میں چلے جاتے ہیں،ایسے لوگ پیر مرشد نہیں بلکہ گمراہ ہیں جو شیطان کی راہ دکھاتے ہیں ایسے لوگوں سے مُرید ہونا حرام ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی۔

دوسری بات حدیث بالا سے یہ معلوم ہوئی کہ عورت کو عورتوں والی وضع میں رہنا چاہیئے عورت کے ہاتھ میں مہندی ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے تو یہ کہ عورت ہاتھ کی ہتھیلیوں پر مہندی لگاتی رہے ورنہ ناخنوں میں تو ضرور ہی مہندی رہنی چاہیئے مرد کو اپنی وضع

مردانہ میں اور عورت کو اپنی وضع زنانہ میں رہنا چاہیے، حضرت ابن ملیکہ (تابعی) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے۔ (مشکوۃ شریف ص ۳۸۳ از ابوداؤد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے۔

عورتوں کا عاملوں کے پاس جانا:

آج کل یہ مرض بھی بہت عام ہو گیا ہے کہ عاملوں وغیرہ کے پاس تعویذات اور دم وغیرہ کروانے کے سلسلے میں عورتوں کا بے پناہ رش ہوتا ہے اور اُن میں سے بھی اکثر عورتیں بے پردہ حالت میں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ایسی ضرورت کے وقت اپنے محرم مردوں کو عاملوں کے پاس تعویذات وغیرہ کیلئے بھیجنا چاہیے ضرورتاً اپنے محرم مردوں کے ساتھ خود بھی جاسکتی ہیں۔ لیکن کبھی کوئی ایسی اضطراری حالت پیش آجائے کہ گھر میں کوئی محرم مرد موجود نہ ہو اور مریضہ وغیرہ کی تکلیف ناقابل برداشت ہو تو کسی عورت کو بھی ساتھ لے جاسکتی ہیں لیکن پردے کے اہتمام کے ساتھ تمام اُمور کی انجام دہی ہونی چاہیے اور لازم ہے کہ غیر محرم عامل کے ساتھ خلوت (تنہائی) نہ ہونے پائے۔

عورتوں کو قبروں پر جانے اور اِن پر چراغ جلانے اور سجدہ گاہ بنانے کا ممانعت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کیلئے (دیکھنے کیلئے) جانے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر لعنت کی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور جو قبروں پر چراغ جلائیں۔ (مشکوۃ ص ۷۱ از ابوداود ترمذی)

آں حضرت ﷺ نے ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر بعد میں آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی چنانچہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ اجازت مردوں عورتوں دونوں کے حق میں تھی لہذا عورتوں کو پہلے تو قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر اب اس عام اجازت کے پیش نظر درست و جائز ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس اجازت کا تعلق صرف مردوں سے ہے عورتوں کے حق میں یہ ممانعت اب بھی ہے اور وجہ اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ عورتوں چونکہ کمزوردل اور غیر صابر ہوتی ہیں نیز ان کے اندر جزع وفزع کی عادت ہوتی ہے اس لئے ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ قبروں پر جائیں چنانچہ یہ حدیث بھی بظاہر ان ہی علماء کی تائید کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت جمہور علماء کے نزدیک اس حکم سے مستثنیٰ ہے یعنی آں حضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت مرد ہو یا عورت سب کے لئے جائز ہے۔ قبر پر چراغ جلانا اس لیئے حرام ہے کہ اس اس سے بیجا اسراف اور مال کا ضیاع ہوتا ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر قبر کے پاس کوئی گزرگاہ ہو تو راہ گیروں کی آسانی کیلئے چراغ جلانا یا وہاں روشنی میں کوئی کام کرنے کیلئے چراغ جلانا جائز ہے کیونکہ اس سے قبر پر چراغ جلانا مقصود نہیں ہوگا بلکہ دوسری ضرورت وحاجت پیش نظر ہوگی۔

مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ صحیح اور معتمد قول کے سطابق عورتوں کو قبر کی زیارت کرنا (دیکھنا) مکروہ تحریمی ہے چنانچہ مستملی میں لکھا ہوا ہے کہ قبر کی زیارت مردوں کے لئے مستحب ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔

نصاب الاحتساب میں منقول ہے کہ عورتوں کے قبروں پر جانے کے جواز اور اسکی خرابی وقباحت کے بارے قاضی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ "اس کا جواز اور اس کا فساد نہ پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اس پر جو لعنت وپھٹکار برستی ہے اس کی مقدار کیا ہے؟ (چنانچہ) جان لو! کہ جب عورت قبر پر جانے کی ارادہ ہی کرتی ہے تو اللہ تعالی اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار ہو جاتی ہے اور جب وہ قبر پر جانے لگتی ہے تو اس کو ہر طرف سے شیاطین چمٹ جاتے ہیں اور جب قبر پر

پہنچ جاتی ہے تو مردہ کی روح اس پر لعنت بھیجتی ہے اور جب قبر سے واپس ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار ہوتی ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ جو عورت قبر پر جاتی ہے ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں مقبرہ کا راستہ طے کرتی ہے اور جو عورت اپنے گھر میں بیٹھ کر میت کیلئے دعائے خیر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہے۔

حضرت سلمان اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن آں حضرت ﷺ مسجد سے نکل کر اپنے مکان کے دروازے پر کھڑے تھے کہ (باہر سے) حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آرہی ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ فلاں عورت کا انتقال ہوگیا ہے اس کے مکان پر گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کی قبر پر بھی گئیں تھیں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذ اللہ! کیا میں اس عمل کو کر سکتی ہوں جس کی (ممانعت) کے بارے میں آپ سے میں سن چکی ہوں آں حضرت ﷺ فرمایا (تم نے یہ اچھا ہی کیا کہ اس کی قبر پر نہ گئیں کیونکہ) اگر تم اس کی قبر پر چلی جاتیں تو تمھیں جنت کی بو (بھی) میسر نہ ہوتی۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ زیارت قبور مرداں را جائز است نہ زناں را۔ (یعنی قبروں کی زیارت مردوں کیلئے جائز ہے عورتوں کے لئے نہیں۔) (بحوالہ مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ شریف اردو ج ا ص ۵۱۳)

البتہ فتویٰ اس بات پر ہے کہ جوان عورت کو تو جانا جائز ہی نہیں اور بوڑھی عورت کو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ پردے کے ساتھ جائے۔ بن سنور کر یا خوشبو لگا کر نہ جائے اور اس بات کا یقین ہو کہ کوئی کام خلاف شریعت نہ کرے گی مثلاً رونا، پیٹنا، قبروں والوں سے ضرورتیں مانگنا یا قبر والے کی نذر ماننا اور اسے پورا کرنے کیلئے اس کی قبر پر جانا نیز اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صاحب قبر (قبر والے) سے اولاد مانگنا اور دوسری ناجائز باتیں اور بدعتیں جو قبروں پر کی جاتی ہیں۔ ان سب سے پرہیز کیا جائے (شامی ص ۸۴۳ ج ا، امداد الفتاوی ص ۵۳۰ ج ا، امداد الاحکام ص ۲۰۷ ج ا)

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کو بت بنانا اور وہاں میلہ کے طریقہ پر اس طرح جمع ہونا جیسے عید میں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت اور نبی پاک ﷺ کے نزدیک سخت گناہ ہے۔ قبروں پر عرس کے نام سے جو میلے لگتے ہیں ان میں بے شمار گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ قبروں کے چاروں طرف طواف کرنا حالانکہ طواف صرف بیت اللہ کیلئے مخصوص ہے (یعنی بیت اللہ کے علاوہ کسی قبر وغیرہ کا طواف جائز نہیں)، مزاروں پر چراغ جلانا، طوائفوں کا ناچ ہونا، ہارمونیم اور طبلہ پر گانا بجانا قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، نمازوں کو چھوڑنا، اور قبر پر پھولوں یا کپڑے کی چادریں چڑھانا، قبروں پر اگربتیاں جلانا اور قبروں کو غسل دلانا اور اس طرح کے بہت سے بڑے بڑے گناہوں اور بہت سی شرک و بدعت کی باتوں اور بدترین خرافات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اللہ تعالی سمجھ دے (آمین)۔

پردہ لازم ہونے کی عمر

اب رہا سوال کہ لڑکی کو کس عمر سے پردہ شروع کرنے کا حکم ہے اور لڑکے پر پردہ کے احکام کب عائد ہوتے ہیں اس کی تفصیل اور اس میں پائی جانے والی کوتاہیوں کو بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

لڑکی پر پردہ فرض ہونے کی عمر:

جہاں تک لڑکی پر پردہ فرض ہونے کا تعلق ہے تو اس بارے میں فقہائے کرام نے دلائل و تجارب (تجربات) کی روشنی میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ لڑکی نو ۹ سال کی عمر میں حد شہوت کو پہنچ جاتی ہے اس لئے نو سال کی لڑکی پر پردہ فرض ہے۔ نو سال کی عمر میں لڑکی بالغہ ہوسکتی ہے تو اس عمر میں قریب البلوغ (بالغ ہونے کے قریب) بطریق اولی ہوسکتی ہے اور قریب البلوغ پردہ کے حکم میں بالغہ کی طرح ہے۔

"قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالی: وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احدی عشرة مشتهاة اتفاقا زیلعی. وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی: بل فی محرمات المنح وبنت تسع فصاعدا مشتهاة اتفاقا سائحانی

(ردالمحتار ج ۲)

رہی یہ بات کہ لڑکی کو کتنی عمر سے پردہ شروع کروانا چاہیئے تو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ''اس زمانے میں بچیوں کو غیر محارم رشتہ داروں سے سات سال کی عمر میں اوراجنبیوں سے سات سال سے بھی پہلے پردہ شروع کروادینا چاہیے یہ آج سے ۶۰/۷۰ سال پہلے کی بات ہے آج کے پرفتن دور میں تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے لہذا عادت ڈالنے کیلئے سات سال کی عمر سے پردہ شروع کروادینا بہتر ہے۔ تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ نو سال کی لڑکی اور دس سال کا لڑکا احکام پردہ کے مکلف ہیں اگر وہ خود کوتاہی کریں تو ان کے سرپرستوں پر فرض ہے کہ وہ ان سے ان احکام پر عمل کروائیں اور اس میں ہرگز تساہل (سستی) سے کام نہ لیں۔

لڑکے پر احکام پردہ لازم ہونے کی عمر:

احکام پردہ سے مقصود مردوں اور عورتوں کو بدنظری اور برے خیالات کے گناہ سے محفوظ رکھنا ہے سو جس عمر سے بچوں میں اس گناہ میں مبتلا ہونے کا احتمال (شبہ) ہوگا۔ وہ اس عمر سے احکام پردہ کے مکلف ہونگے اور پردے کے سلسلے میں ایسے بچوں کا وہی حکم ہوگا جو بالغ مردوں کا ہے چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: '' **او لطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء** (سورۃ النور) اس آیت کی تفسیر میں امام خازن رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: لم یبلغوا احد الشھوۃ (تفسیر الخازن ص ۳۴۹ ج ۳)'' یعنی جو بچہ شہوت کی عمر کو نہ پہنچا ہو اس سے پردہ فرض نہیں مطلب یہ ہوا کہ جو بچہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس سے پردہ فرض ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے دس سال کی عمر کو حد شہوت قرار دیا ہے۔ **قال رسول** ﷺ **مروا اولاد کم با لصلوۃ و ھم ابناء سبع سنین واضر بوھم علیھا و ھم ابناء عشر سنین وفر قو ا بینھم فی المضا جع** ، رواہ ابوداؤد (مشکوۃ ص ۵۷) اس حدیث میں دس سال کی عمر میں بچوں کے بستر الگ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے اس حکم کی علت (وجہ) احتمال شہوت (نفسانی خواہش کا شبہ) ہے۔ اور اس عمر میں نماز نہ پڑھنے پر ضرب یعنی مارنے کا حکم فرمانا بھی اس

بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عمر کے بچے بعض احکام میں بالغین کے حکم میں ہیں۔اس حدیث کی تشریح میں شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں :لانھم بلغوا أو قاربوا البلوغ (مرقات ص ١١٥ ج ٢) یعنی دس سال کی عمر میں وہ بالغ ہوگئے یا قریب البلوغ ہوگئے نیز اس حدیث کی تشریح میں علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ تحریر فرماتے ہیں: لان بلوغ العشر مظنة الشهوة (مرقات ص ١١٦ ج ٢) کہ دس سال کی عمر میں شہوت پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

حدیث مذکورہ کے مطابق فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالی نے بھی اس لڑکے کو مراہق یعنی قریب البلوغ اور مشتھی قرار دیا ہے۔

قال الملامة الحصکفی رحمه الله تعالی :ولو مراهقا يجا مع مثله وقدره شيخ الاسلام بعشر سنين "یعنی مراہق اور قریب البلوغ (بالغ ہونے کے قریب) کی عمر شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی نے دس سال بتلائی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دس سال کے لڑکے اور نو سال کی لڑکی پر پردے کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے نو سال کی لڑکی مشتہاۃ (کہ جسے دیکھ کر شہوت پیدا ہونے لگے) ہو جاتی ہے۔ نشونما اور ماحول کے پیش نظر لڑکے اور لڑکی کے لئے پردے کی عمر مذکور میں کچھ کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

لہٰذا نو سالہ بچیوں کو اسکولوں وغیرہ میں غیر محرم اساتذہ کرام کے پاس تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح نو سالہ یا اس سے زائد عمر کی بچیوں کیلئے دینی مدارس میں غیر محرم اساتذہ کے پاس حفظ/ ناظرہ یا کوئی اور دینی تعلیم حاصل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔اور اساتذہ کرام کیلئے بھی ایسی نو سالہ یا اس سے زائد عمر کی بچیوں کو پڑھانا جائز نہیں ہے۔البتہ مکمل پردے کی پابندی اور خلوت (تنہائی) سے اجتناب (بچنے) کی شرط کے ساتھ استاد صاحب سے دینی تعلیم حاصل کرنے کی فی نفسہ گنجائش ہے۔اور اسی طرح دس سال یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکوں کو اسکولوں یا ٹیوشن وغیرہ میں غیر محرم استانی صاحبہ سے پڑھنا جائز نہیں اور کسی غیر محرم استانی صاحبہ سے قاعدہ/ ناظرہ/ حفظ یا کوئی اور دینی تعلیم حاصل کرنا بھی جائز نہیں ہے اور ان غیر محرم معلمات (خاتون استانیوں) کو بھی دس سال یا اس سے زائد عمر کے لڑکوں کو پڑھانا جائز نہیں اور اسی طرح اسکولوں یا مدرسوں میں ۹ سالہ یا اس سے زائد عمر کی بچیوں اور دس سال یا اس سے زائد عمر کے

لڑکوں کو بھی آپس میں مل بیٹھ کر اکٹھا پڑھانا جائز نہیں ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ دس سال یا اس سے زائد عمر کے لڑکے اساتذہ کرام کے گھروں میں سودا سلف وغیرہ لاتے ہیں اور دیگر خدمات بھی انجام دیتے ہیں جبکہ استاد صاحب کی بیوی (غیر محرم) گھر پر موجود ہوتی ہے اور وہ ان شاگرد لڑکوں کو چھوٹا یا اپنی اولاد کی طرح سمجھ کر شاگرد لڑکوں سے پردہ نہیں کرتی۔ یہ ناجائز اور حرام ہے۔

عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض مدرسۃ البنات (لڑکیوں کے دینی مدرسے) میں تعلیم حاصل کرنے والی ۹ سالہ یا اس سے کچھ زائد عمر کی لڑکیاں جب پڑھنے جاتی ہیں تو وہ پردے کے ساتھ (سادہ برقعے یا بڑی موٹی یا گہرے رنگ والی چادر اوڑھ کر) نہیں جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ، لباس وغیرہ نظر آتا ہے۔ اور بعض فیشنی برقعے (جسکی تفصیل پیچھے بیان ہوئی) میں جاتی ہیں۔ لہذا بدنظری کے عادی فساق وفجار مرد اپنی ہوس بھری نگاہوں سے انھیں راستے میں آتا جاتا دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ دینی مدرسے تو اس لئے ہیں کہ دین کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ انجام دیا جائے اور منکرات (گناہوں) کی روک تھام ہو اور خیریں پھیلیں۔ لیکن افسوس کہ ایسی بچیاں لوگوں کو عملاً دعوت گناہ (بدنظری) دیتی ہیں۔ اور بجائے خیر کے پھیلانے کے شر کے پھیلانے کا ذریعہ بن رہی ہیں انتہائی دکھ کی بات ہے کہ دینی مدرسے کی انتظامیہ اس انتہائی اہم معاملے میں تساہل، سستی اور چشم پوشی سے کام لیتی ہے۔ یاد رکھیں کہ ایسی بچیوں کو شرعی پردے کے اہتمام کے بغیر آنے سے نہ روک کر شرعاً مدرسے کی انتظامیہ بھی مجرم اور گناہگار ہوگی۔ اور خود ایسی بچی کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شرعی پردے کے ساتھ آئے جائے۔

اور اگر لڑکی پردے کے معاملے میں کوتاہی کرے تو اس کے سرپرستوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے احکام پردہ پر عمل کروائیں اور اس میں ہرگز تساہل (سستی) سے کام نہ لیں۔

ایک مسئلہ یہ بھی سمجھ لیں کے غیر محرم اجنبی شخص (خواہ وہ ۷۰ سالہ بوڑھا استاد ہی ہو) کے ساتھ خلوت (تنہائی میں) اور بغیر پردہ کے بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ خواہ یہ بیٹھنا دین کے سیکھنے سکھانے

کیلئے ہی ہو۔ بوڑھے استاد صاحب سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح منہاج میں فرمایا ہے کہ "اگر مرد بہت بوڑھا ہو تو بھی اس سے پردہ واجب ہے"

(معارف القرآن ص۴۰۵ ج۶)

مکمل پردے کی پابندی اور خلوت (تنہائی) سے اجتناب (بچنے) کی شرط کے ساتھ اس استاد صاحب سے پڑھنے کی فی نفسہ گنجائش ہے۔

شادیوں میں دیر مت کریں

اب آخر میں جلد نکاح کرنے کی ترغیب کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ شادیوں میں تاخیر کا ہونا بدنظری، بے حیائی، بے پردگی، زنا، اور فحاشی و عریانی کے عام ہونے کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو اس کو چاہیئے کہ شہوت (نفسانی خواہش) کا زور توڑنے کے لئے روزے رکھے۔

(بخاری و مسلم)

اس پر آئمہ مجتہدین تقریباً سبھی متفق ہیں کہ جس شخص کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں فعل حرام (بدنظری، جلق بازی، زنا وغیرہ) میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور نکاح کرنے پر اس کو قدرت بھی ہو کہ اس کے وسائل موجود ہوں تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض یا واجب ہے۔ اور اگر ضرورت نکاح کا درجہ نہیں لیکن بیوی کے حقوق ادا کرنے پر قدرت ہو تب بھی نکاح کرنا سنت ہے۔

اسی طرح اس پر بھی تقریباً سبھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص کو بظن غالب (زیادہ خیال کے مطابق) یہ معلوم ہو کہ وہ نکاح کرنے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا مثلاً بیوی کے حقوق زوجیت (حق نفس یا حق مال) ادا کرنے پر قدرت (طاقت) نہیں رکھتا اس پر ظلم کا مرتکب ہو گا یا اس

کے لئے نکاح کرنے کی صورت میں کوئی دوسرا گناہ یقینی طور پر لازم آجائیگا ایسے شخص کو نکاح کرنا
مکروہ ہے اور اگر نکاح کی ضرورت ہو اور وسعت نہ ہو تو اس میں اقوال مختلف ہیں احقر قول دوم ہے
کو راجح (افضل) سمجھتا ہو اور وسعت کا تدارک محنت مزدوری یا قرض لے کر کرے۔

جس کے ادا کی نیت پکی رکھے اور ادا کی کوشش بھی کرے، اور اگر اس پر بھی ادا نہ کر سکے تو امید ہے کہ حق تعالی اس کے قرض خواہ کو راضی فرمادیں گے کیونکہ اس نے دین کی حفاظت کیلئے نکاح کیا تھا اس میں مقروض ہو گیا تھا۔ مگر فضولیات کے لئے یہ قرض جائز نہیں، بلکہ صرف نان نفقہ کے لئے یا مہر کے لئے جہاں کہیں مہر کل یا بعض (پورا یا اس کا کچھ حصہ) فوراً لیا جاتا ہو۔ بہر حال کلام اس مقام پر اس میں ہے کے جب ضرورت اور وسعت دونوں ہوں تو نکاح واجب یا فرض ہوگا۔

(اصلاح انقلاب ج ۲ ص ۴۰)

حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی تین چیزوں میں تاخیر (دیر) نہ کرو ایک تو نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرے جنازے میں جب وہ تیار ہو جائے تیسرے بے نکاحی لڑکی اور لڑکے کی شادی میں جب کہ جوڑ مل جائے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس عکاف بن بشر تمیمی نامی ایک شخص آئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا اے عکاف! کیا آپ کی بیوی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ فرمایا: باندی بھی نہیں؟ انھوں نے جواب دیا: باندی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: آپ مال دار ہیں؟ عرض کیا جی میں مالدار ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو، اگر تم نصاری (عیسائیوں) میں ہوتے تو ان کے رہبان (تارک دنیا و خلوت نشین) میں سے ہوتے۔

بلا شک و شبہ ہمارا طریقہ سنت نکاح کرنا ہے (نہ کہ خلوت نشینی) تم میں سب سے بُرے وہ ہیں جو بیویوں کے بغیر ہیں اور تمھارے مُردوں میں کمترین وہ ہیں جنہوں نے نکاح نہ کیا ہو۔ کیا

تم لوگ شیطان کے چکر میں پھنستے ہو؟ شیطان کے لئے صلحاء (نیک لوگوں) (کو گناہ میں مبتلا کر نے) میں عورتوں سے زیادہ موثر کوئی ہتھیار نہیں۔ ہاں شادی شدہ لوگ کہ وہ پاکباز ہوتے ہیں، دو سروں کی آبروریزی سے بری ہوتے ہیں، اے عکاف! تمھاری ہلاکت ہو، شادی کرو، ورنہ تم گنہگاروں میں سے ہو"۔ رواہ احمد فی مسندہ (اعلاء السنن ص ۵ ج ۱۱)

حضور اقدس ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "جس شخص نے عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے شادی کی اللہ تعالی اسے ذلت کے اعتبار سے بڑھائیں گے۔ اور جس شخص نے شادی کی اسکے مال کی وجہ سے اللہ اس کو فقر (تنگدستی) کے اعتبار سے بڑھائیں گے۔ جس شخص نے کسی عورت سے شادی کی اس کے حسب (خاندان) کی وجہ سے اس کو اللہ تعالی کمینگی کے اعتبار سے بڑھائیں گے اور جس شخص نے کسی عورت سے شادی صرف اس ارادہ سے کی کہ اپنی نگاہ کو نیچے رکھے (یعنی بدنظری سے محفوظ رہے) اور اپنی شرم گاہ کی (حرام کاری) سے حفاظت کرے اللہ تبارک وتعالی اس (مرد) کیلئے عورت کو بابرکت بنائیں گے اور اس (عورت) کیلئے مرد کو با برکت بنادیں گے۔" (شامی ج ۲ ص ۳۶۰)

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو، ہوسکتا ہے ان کا حسن و جمال ان کو تباہی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شا دی کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کو ان کا مال سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کردے، بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو، اور کالی کلوٹی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بد اخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

یہ حکم جیسے مرد کے لئے ہے اس طرح عورت کے لئے بھی ہے کہ وہ اور اسکے والدین دیندار لڑکے کو ترجیح دیں۔ لڑکی والوں کو حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔ "جب تمھارے پاس کوئی ایسا شخص (بیٹی یا کسی عزیزہ کے) نکاح کا پیغام دے جس کی دینداری اور اخلاق تمھیں پسند ہوں تو (جس لڑکی کے تم متولی ہو) اس (لڑکی) کا نکاح اس (لڑکے) سے کردو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو

زمین میں لمبا چوڑا فساد ہوگا، حضرت ابو حاتم مزنی کی روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اگر چہ اس میں کچھ ہو (مال کی کمی یا حسب نسب اور خاندانی اعتبار سے برابر نہ ہو) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا دین اور اخلاق تمھیں پسند ہو اس سے نکاح کر دو اگر نہ کرو گے تو زمین میں لمبا چوڑا فساد ہوگا۔ (آپ ﷺ نے تاکیداً) یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے" (ترمذی ج ۲ ص ۱۲۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسکی اولاد پیدا ہو اس کو چاہیئے کہ اسکا اچھا نام رکھے اور اچھی تعلیم دے پھر جب وہ بالغ ہو جائے اسکی شادی کرا دے۔ سو اگر بالغ ہونے کے بعد والد نے اس کی شادی نہیں کرائی اور اولاد کسی گناہ میں مبتلا ہو گئی تو اسکا گناہ (سبب کے درجہ میں) صرف باپ پر ہی ہوگا (گو مباشرت کے درجے میں خود اس پر ہوگا) (مشکوۃ شریف باب الولی) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ جائے (اور لڑکی کے انداز وغیرہ سے نکاح کی ضرورت معلوم ہو) اور یہ شخص اس کا نکاح نہ کرے پھر وہ (لڑکی) کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔ (بارہ سال کی عمر میں چونکہ لڑکیاں عموماً بالغ ہو جاتی ہیں اس لئے اس عمر کا ذکر کر دیا گیا) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ہمارے ملک میں باطل رسموں نے نکاح کو ایک مشکل مسئلہ بنا دیا ہے۔ لڑکیوں کو ایک طویل عرصہ تک بی اے، ایم اے تک تعلیم کے نام پر اور پھر خود ساختہ معیار کا رشتہ نہ ملنے کا بہانہ بنا کر یا اونچے خاندان کی تلاش اور مروج جہیز جیسی ہندوانہ اور غیر شرعی رسم کی تیاری وغیرہ میں جوان لڑکیوں کو سالوں گھر بٹھائے رکھتے ہیں جو کہ انتہائی ظلم اور ناانصافی ہے۔ اسی طرح زیورات کی فرمائش اور حق مہر کی زیادتی کی وجہ سے نکاح میں بلا وجہ دیر ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ لڑکی (جو کہ شرم و حیا کی وجہ سے اپنی شادی کی خواہش و مظلومیت کا اظہار بھی نہیں کر سکتی اور کڑھ کڑھ کر نفسیاتی مریضہ بن جاتی ہے یا اس کی جوانی ڈھل جاتی ہے) (لڑکی) کا نکاح کرانے میں بغیر کسی معقول وجہ کے محض مال و دولت کی ہوس یا حسن و جمال یا غیر شرعی رسموں کو پورا کرنے کی غرض سے تاخیر

(دیر) کرنا ہرگز جائز نہیں، البتہ شریعت کی رو سے پسندیدہ اور معتدل (درمیانے) معیار کا رشتہ ملنے میں یا لڑکی کو گھریلو کام کاج اور سلیقہ شعاری سکھانے میں کچھ تاخیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف (اخراجات/خرچ وغیرہ) ہوں (مشکوۃ)

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: عورتوں میں سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جس کا مہر کم ہو۔ جتنا مہر کم ہوگا اتنی ہی وہ عورت برکت والی ہوگی۔

(رواہ البیھقی فی السنن الکبری)

نبی ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ: دنیا میں سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے، یہ تو شوہر کے حق میں ہے اور بیوی کے حق میں سب سے بڑی نعمت نیک شوہر ہے (مسلم)۔ بعض لوگ نکاح میں اس لئے پس و پیش (ٹال مٹول) کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کے اخراجات (خرچے) وغیرہ کہاں سے پورے کروں گا قرآن کی اس آیت "ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ" (سورۃ النور آیت ۳۲) میں ان غریب فقیر مسلمانوں کیلئے بشارت (خوشخبری) ہے جو اپنے دین کی حفاظت اور پاک دامنی حاصل کرنے اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی نیت صالحہ سے نکاح کریں گے تو اللہ تعالی ان کو مالی غنا بھی عطا فرمائیں گے اور اس میں ان لوگوں کو بھی ھدایت ہے (لڑکی والوں کو) جن کے پاس ایسے غریب لوگ ان کی بیٹی یا کسی عزیزہ کیلئے شادی کا پیغام بھیجیں تو وہ محض انکے فی الحال غریب فقیر ہونیکی وجہ سے رشتہ سے انکار نہ کردیں۔ مال آنے جانے والی چیز ہے اصل چیز صلاحیت عمل ہے اگر وہ ان میں موجود ہے تو ان کے نکاح سے انکار نہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت (۳۲۔النور) میں حق تعالی نے سب مسلمانوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے اس میں آزاد اور غلام سب کو داخل فرمایا ہے اور نکاح کرنے پر ان سے غنا (مالدار کرنے کا) وعدہ فرمایا ہے (ابن کثیر)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے سب مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم نکاح کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو تو اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ غناء (مال) عطا فرمانے کا کیا ہے وہ پورا فرمادیں گے پھر یہ آیت پڑھی

''ان یکو نو افقر آء یغنھم اللہ .

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم غنی (مالدار) ہونا چاہتے ہو تو نکاح کرلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''ان یکو نو افقر آء یغنھم اللہ

(رواہ بن جریر وذکر البغوی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحوہ۔ ابن کثیر)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگوں کی مدد اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے۔

۱......نکاح کرنے والا جو حرام کاری سے بچنے کی نیت سے نکاح کرے۔ ۲......وہ لکھت لکھ دینے والا غلام جس کا ارادہ ادائیگی کا ہو۔ ۳......وہ غازی جو خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلا ہو۔ (ترمذی وغیرہ)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اے ہمارے رب ہماری کوششوں کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین وما علینا الا البلاغ المبین

مقصد زندگی

اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کے خالق ہیں اور اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات (زمین، آسمان، پہاڑ، سمندر، دریا، ہوا، پھل، پھول، جانور، درخت، معدنیات، اناج، غلہ، سبزیاں) انسانوں ہی کیلئے پیدا کی ہیں اور تقریباً اٹھارہ ہزار مخلوقات میں سب سے اکمل، افضل، اشرف انسانوں ہی کو بنایا ہے، ساری مخلوقات کو تو انسان کیلئے بنایا ہے لیکن انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت (اطاعت و بندگی) کیلئے بنایا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت "وما خلقت الجن والانس الالیعبدون" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ (سورۃ الذریات آیت ۵۶)

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے متعدد ارشادات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو انسان بھی ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری والی زندگی گزارے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا و آخرت (دونوں جہانوں) میں کامیابیاں و کامرانیاں، عزت وفرحت اطمینان، سکون، عافیت، رحمتوں اور برکتوں والی زندگی عطا کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی خاص مدد و نصرت ہمیشہ اس شخص کے ساتھ شامل حال رہے گی اور اگر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی (یعنی گناہوں) والی زندگی گزاری گئی تو دنیا و آخرت کی پریشانیاں، مصیبتیں، ذلتیں، رسوائیاں اور دردناک عذاب ایسے نافرمان شخص کا مقدر بن جائے گی۔ قرآن کریم کی سورۃ النحل کی آیت ۹۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف ولذت۔ (فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے نیک لوگوں کا سالطف وراحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اس کے کام میں آسانی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۲، ۳ میں ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے (یعنی اللہ کے ڈر سے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا) کر دیتے ہیں اس کیلئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری وتنگی سے اس کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا"۔

اور دوسری بات بھی سن لیں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی (گناہوں) والی زندگی گزارنے پر آدمی کی روزی تنگ کر دی جاتی ہے۔ علم سے محروم رہتا ہے، اکثر کاموں میں مشکلات پیش آتی ہیں، دل میں تاریکی سی معلوم ہوتی ہے۔ دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور گنہگار شخص اللہ کی نظر میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے نتیجتاً مخلوق میں بھی اسکی عزت نہیں رہتی (یہ الگ بات ہے کہ لوگ اپنے مطلب یا اُسکے ظلم وشرارت سے بچنے کیلئے اس کی عزت کرتے ہوں لیکن دل میں عزت نہیں ہوتی) دل پریشان سا ہو جاتا ہے۔ دل کا اطمینان اور سکون ختم ہو جاتا ہے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور آخرت میں جہنم اور عذاب ایسے گنہگار شخص کا مقدر بن جاتا ہے۔ لہذا خود بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں (گناہوں) سے بچنا اور دوسروں کو بھی گناہوں سے بچانے کی فکر اور کوشش کرنا شرعاً ہماری ذمہ داری ہے۔

مکتبۃ البخاری

گلستان کالونی لیاری ٹاؤن کراچی
Ph: 2520385, 2529008 Mob: 0300-2140865

اور جو شخص مخالفت کرے رسول ﷺ کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی ہے اور چلے مومنین کا راستہ چھوڑ کر ہم اس کو دھکا دیں گے جدھر وہ جاتا ہے اور اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور وہ ہے بہت برا ٹھکانا۔ (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۱۵)

دیوبندی بریلوی اختلافات کا حل

قرآن واحادیث مبارکہ اور فقہ حنفی کی روشنی میں

ایک تحقیقی جائزہ

جس میں دیوبندی اور بریلوی مکتبہ فکر کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کے بارے میں قرآن واحادیث مبارکہ اور فقہ حنفی کا نکتہ نظر بیان کیا گیا ہے مثلاً۔ نبی ﷺ نور تھے یا بشر؟ ☆ آپ ﷺ عالم الغیب (چھپی ہوئی باتوں کے جاننے والے) تھے یا نہیں؟ آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں یا نہیں؟ ☆ آپ ﷺ مختار کل ہیں یا نہیں؟ ☆ مدد کس سے مانگیں؟ ☆ توسل اور دعا ☆ سنت اور بدعت ☆ نمازوں کے بعد مصافحہ کا رواج ☆ نماز جنازہ کے بعد دعا ☆ انگوٹھے چومنا ☆ اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ☆ تیجہ، ساتواں، چالیسواں وغیرہ کی رسم ☆ گیارہویں کی رسم ☆ عید میلاد النبی ﷺ ☆ شرک کی مذمت و

جمع وترتیب

حضرت اقدس مفتی عبداللہ صاحب مدظلہ

مکتبۃ البخاری

گلستان کالونی لیاری ٹاؤن کراچی
Ph: 2520385, 2529008 Mob: 0300-2140865